رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴
زیر سرپرستی
عالیجناب فضیلتمآب مولٰینا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین صاحب سجادہ نشین علیپور
انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
جلد نمبر ۴۸
شمارہ نمبر ۵
سیالکوٹ
ماہ اپریل، مئی ۱۹۵۵ء
سالانہ چندہ ۵ روپے
ششماہی چندہ ۳ روپے
مسجد نور علی پور شریف
عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری
مہر عبد الحق صاحب مینجر رسالہ
مولانا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب ...... کنجاہی

قواعد وضوابط:- علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگانِ دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا ۳۔ کتاب وسنت وفقہ کی روشنی میں پیش کرنا۔ ۴۔ عوام الناس کے اخلاق افعال واعمال سدھارنا ٭

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	نعت شریف ۔ انوارِ طیبہ	۳
۲	مقامات خواجہ خواجگان شہنشاہ بخاریؒ	۴
۳	مذمت دنیا	۶
۴	ایک خط	۷
۵	حضرت مجدد الف ثانی کے معمولات وحالات	۸
۶	نورِ ایمان اور اسلام کی حقیقت	۱۰
۷	مکتوبات جناب مجدد الف ثانی	۱۱
۸	انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے بارہویں سالانہ اجلاس	۱۷
۹	تصوف ...... تصورِ شیخ	۲۲
۱۰	زریں ارشادات بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالےٰ	۲۸
۱۱	رمضان شریف کے روزے	۳۰
۱۲	اخبار	۳۲

اعلان

جن حضرات کے ذمہ رسالہ کا چندہ بقایا ہے۔ مہربانی فرماکر جلد از جلد جناب منیجر صاحب رسالہ کے نام بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر ممنون فرمادیں۔

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

نمبر	رسالہ	مہینہ	سال
1	انوار صوفیہ	مئی	1951
2	انوار صوفیہ	مارچ	1952
3	انوار صوفیہ	فروری	1953
4	انوار صوفیہ	اپریل	1953
5	انوار صوفیہ	اگست	1953
6	انوار صوفیہ	جولائی	1954
7	انوار صوفیہ	اپریل	1955
8	انوار صوفیہ	اپریل، مئی	1955
9	انوار صوفیہ	جون	1955
10	انوار صوفیہ	جولائی	1955
11	انوار صوفیہ	اگست	1955
12	انوار صوفیہ	ستمبر	1955
13	انوار صوفیہ	اکتوبر	1955
14	انوار صوفیہ	نومبر، دسمبر	1955
15	انوار صوفیہ	جولائی، اگست	1956
16	انوار صوفیہ	ستمبر	1956
17	انوار صوفیہ	اکتوبر	1956
18	انوار صوفیہ	نومبر	1956

19 مناقب مجددیہ، قیومیہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہوجائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

"انوارِ طیبہ" .... نعت شریف

(از انصارؔ الہ آبادی)

ہر کعبۂ دل ہے، گلِ گلزارِ مدینہ
ایمان کی حدیں ہیں در و دیوار مدینہ

دیدار سرِ طور ہے، دیدار مدینہ
جلوے بھی ہیں گم گشتۂ اسرار مدینہ

ہر سانس میں توحید کے دو رُخ ہیں نمایاں
اک مشغلۂ کعبہ ہے اِک کارِ مدینہ

اے موت ابھی جا! کہ ابھی وقت نہیں ہے
دم نکلے گا میرا پسِ دیوارِ مدینہ

تدبیر سے تقدیر کا حل ہو نہیں سکتا
کس منہ سے کہیں ہم ہیں خریدارِ مدینہ

میں اس جبلِ طور پہ ہوں حضرتِ موسیٰ
جلوے ہیں جہاں تشنۂ دیدارِ مدینہ

مٹی بھی تو گر پڑ کے پہنچتی ہے وہاں تک
اک ہم ہی نہیں لائقِ سرکارِ مدینہ

فردوس میں گونجی ہے صدا صلِّ علیٰ کی
پہنچی ہے کہاں نکہتِ گلزارِ مدینہ

میں دیدۂ موسیٰ ہوں کبھی نعرۂ منصور
دل طورِ مدینہ ہے نظر دارِ مدینہ

اشکوں میں صدائیں نہ ہوں کیوں صلِّ علیٰ کی
آنکھوں میں ہے دربارِ گہربارِ مدینہ

انصارؔ مہاجر بھی ہوں انصار بھی ہوں میں
دونوں ہیں شرف از پئے سرکارِ مدینہ

ویب سائٹس http://ameeremillat.org/

ویب سائٹس http://ameer-e-millat.com/

ویب سائٹس http://ameeremillat.com/

ویب سائٹس http://www.haqwalisarkar.com/

ویب سائٹس http://www.charaghia.com/

کتابیں http://www.scribd.com/bakhtiar2k

تصاویر http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/

تصاویر http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/

فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/

بلاگز http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html

بلاگز http://www.jamaatali.blogspot.com/

بلاگز http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html

بلاگز http://www.jamaatali.blogspot.com/

ویڈیو http://vimeo.com/user13885879/videos

ویڈیو Youtbe: bakhtiar2k

اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں www.marfat.com

اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں www.maktabah.org

نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں www.fezanenaat.com

مقامات خواجہ خواجگان مشکل کشائے بلا گرداں شہنشاہ بخاری قدس سرہٗ

گذشتہ ۔ سے ۔ پیوستہ

بیان کیا گیا ہے ۔ کہ ایک دن شیخ شادی غدیوتی
علیہ الرحمۃ غدیوت کے درویشان کی جماعت کے ہمراہ حضور
خواجہ صاحب قدس سرہٗ روحہٗ کی خدمتِ اقدس میں
قصر عارفان میں حاضر ہوئے ۔ اور حضور اس وقت باغ کے
مزار شریف میں تشریف فرما تھے ۔ اور شیخ امیر حسین
خواجہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں ایک
جماعت کے ساتھ زمین میں پنبہ کاری کر رہے تھے
جب غدیوت کے درویش پہنچے خواجہ صاحب موصوف شیخ
امیر حسین صاحب کو فرماتے تھے ۔ کہ اس بات میں
سچائی میری طرف ہے یا تمہاری ۔ شیخ امیر حسین صاحب
نے کوئی جواب عرض نہ کیا ۔ خواجہ صاحب نے ہیبت ناک
شفقت سے اسکی طرف دیکھا ۔ شیخ امیر حسین زمین پر
گر پڑا ۔ اور اس کا سر میخ کی طرح زمین میں دھنس
گیا ۔ اور سر گردن اسکی زمین میں چھپ گئی ۔ اور اس
کا دم بند ہوگیا ۔ اس جگہ کے نزدیک ایک درخت
تھا ۔ خواجہ صاحب نے اپنی پشت مبارک کو اس درخت
کا سہارا لگا لیا ۔ شیخ شادی نے یہ ماجرا دیکھکر ایک
درویش سے کہا ۔ کہ تو اس راہ میں مبتدی ہے ۔ اور
اس لئے آپ کی عرض کو قبول فرما لیا جائیگا ۔ اس لئے
آپ حضرت خواجہ سے امیر حسین کو طلب کرو ۔ اس
درویش نے خواجہ صاحب کی خدمت میں التماس کی ۔
اور خواجہ صاحب نے اسکی درخواست کو قبول فرما لیا ۔
اور شیخ صاحب امیر حسین کی طرف رواں ہوگئے ۔ اتفاقاً
اس کپاس کے کھیت کے کنارہ پر دو شخص کھڑے تھے ۔
اور جناب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ
رہے تھے ۔ اسی اثناء میں خواجہ صاحب کی نگاہ ان
مرداں پر پڑی ۔ وہ بھی دونوں زمین پر گر پڑے ۔ جب
خواجہ صاحب امیر حسین صاحب کے نزدیک پہنچے ۔ اپنا
پاؤں مبارک نعلین (جوتا) سے باہر نکالا اور امیر حسین
صاحب کے سینہ پر رکھا ۔ اسی وقت شیخ امیر حسین نے
حرکت کرنا شروع کر دیا ۔ اور بہت زاری کی ۔ اور
معافی کی درخواست کی ۔ اس وقت حضور نے اسکو
فرمایا ۔ کہ پانی میں داخل ہوجا اور مزار شریف کے
حوض کی طرف اشارہ کیا ۔ اور اسی درویش نے کہا
کہ حضور خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا ہے ۔ کہ دیکھو یہ دو
شخص کون ہیں اور میں اس طرف گیا ۔ وہ دونو
محمد زاہد اور محمد زتوری تھے ۔ میں نے خواجہ صاحب کی
خدمت اقدس میں عرض کر دیا ۔ تو حضور نے نہایت کرم
نوازی فرمائی ۔ اور ان کے نزدیک تشریف لے گئے ۔ اور
تین دفعہ فرمایا محمد زاہد ۔ اس نے جواب دیا اور کھڑا ہوگیا ۔
حضور نے ان سے دریافت کیا ۔ کہ آپ کا کیا حال ہوا
انہوں نے کہا ۔ کہ ہم تو آپ ہی کی طرف نگاہ لگائے
بیٹھے تھے ۔ اور آپ کی ہیبت سے یہ حال واقع ہوگیا
ہے ۔ جب حضرت خواجہ صاحب مزار کے باغ میں

تشریف لائے شیخ امیر حسین چاہتا تھا۔ کہ حوض میں داخل ہو جائے۔ جب حوض میں امیر حسین صاحب داخل ہوئے۔ جب اندر آگیا۔ تو اُس نے غوطہ کھایا۔ اور بہت دیر تک پانی میں ٹھہرا رہا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ پانی سے جلد باہر نکال۔ ورنہ وہی صفت پھر پیدا ہو جائیگی۔ جلدی پانی سے باہر نکل آیا۔ اس قصہ کو اس حقیر انسان نے ایک نقل کرنے والے سے سنا تھا۔ بعد میں شیخ امیر حسین صاحب سے بھی دریافت کیا۔ کہ توقف دیر کا کیا سبب تھا۔ انہوں نے کہا۔ جب میں نے غوطہ کھایا۔ میری آنکھیں کھُلی تھیں۔ نہ پانی تھا۔ نہ زمین و آسمان نہ ہے ستارہ نہ ہی چاند نہ ہے آفتاب موجود تھا۔ نہ رات تھی نہ دن۔ جس طرف میں نظر کرتا تھا۔ بے نہایت نُور ہی نُور نظر آتا تھا۔

(۲) ایک درویش عزیز خسرو صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں خواجہ صاحب کی صحبت (خدمت) میں حاضر ہوا۔ حضور قصر عارفان سے بخارا تشریف لے جا رہے تھے۔ اور حضور کی ہم رکابی خدمت میں حضور ایک قریبی تعلق دار تھا۔ اسکی طرف متوجہ ہو کر اس فقیر کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ یہ بھی آسمان پر اڑنا چاہتا ہے۔

(۳) بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک رات فصل بہار میں بعد از نماز عشاء جبکہ مردمان نماز گذار چکے۔ تو خواجہ صاحب نے ایک درویش (مجھکو) کو فرمایا۔ تازہ انگبین بخارا سے لے آؤ۔ اُن دنوں راستہ میں بھیڑیئے بہت تھے۔ اور جب وہ درویش چیل علی سلیمان کے پاس پہنچا۔ تو تین بھیڑیئے اس کے نزدیک آئے۔ مگر کسی نے حملہ نہ کیا۔ بازار سے ترانگبین خریدی اور واپس بقصر عارفان ہوا۔ جب نزدیک قصر عارفان پہنچا۔ تو اُس وقت اثر بارش پیدا ہوا۔ بہت جلد مسجد میں حاضر ہوا۔ لوگ مجھے دیکھکر کہتے تھے۔ کہ اس نے خواجہ صاحب کا حکم نہیں مانا ہے مگر خواجہ صاحب نے میرا کام سُن لیا اور ترانگبین مجھ سے لے لی۔

مذمتِ دنیا ــــ گذشتہ سے پیوستہ

دین ضائع کر نہ دنیا کے لئے
یہ ادب کی راہ ہے باہر نہ جا
رکھتا ہے جو میل دنیائے دنی
کھول اے خواجہ تو چشمِ انتباہ
مثلِ کرگس ہیں جہاں میں لالچی
ایسا ہی مردِ حریص اے باصفا
حرص کی چاہ میں گریگا اے یزید
سیر تو ہرگز نہ ہوگا اے پسر
ڈالے گر سارا جہاں اندر شکم
فسق جو کہ حرص سے زاید بڑھے
ہیم درویشی نہ کر اے جانِ من !
پاس جو کچھ ہے تیرے ہے مستعار
عاقبت کا فکر ہو جس شخص کو
حالِ دنیا کے بیاں میں اے پسر
بے ٹھکانوں کی جگہ دنیا ہی ہے
اس سے خوش ہوتا ہے جو بے عقل ہو
نعمتیں اسکی زوال آثار ہیں
سب عمارات اسکی ہوں گی منہدم
موت اس کے لوگوں کی جویاں رہے

دور قدم بھی حد سے باہر نہ رکھے
لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْن حق نے کہا
قلب اس کا پاتا ہے کب روشنی
حرصِ دنیا نہ کرے تجھکو تباہ
خواہش ان کی ہے سدا مردار ہی
رکھتا ہے مردار کی خواہش سدا
حب پکارے گا سقر ھَل مِن مزید
پائے جتنا ڈھونڈے اس سے بیشتر
پھر بھی کچھ ہوگی نہ اسکی بھوک کم
دور رکھتا ہے وہ راہِ راست سے
بلکہ ڈر دنیا سے جو ہے پُر فتن
مرتے دم لینگے وہ سب کر کے شمار
مائلِ دنیا کب اس کا قلب ہو
ٹھیک ہیں فرما گئے خیر البشر
مال بے مالوں کا یہ دنیا ہی ہے
جمع کرتا ہے وہ جو بے اصل ہو
ملک سب اسکی تہ او بالا ہیں !
اور سب اشجار اس کے منہشم ،
اور خدا ان کی نگہبانی کرے

(راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ تعالے عنہٗ از گجرات)

(از راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ تعالےٰ عنہ)

ایک خط

عزیز مخلصم .... زاد محبتکم

السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہٗ طالب خیریت بخیریت گرامی نامہ شرف صدور لاکر کاشف احوال ہوا اگر دنیا میں یہ حال نہ ہوں تو پھر یہ دنیا ہی نہیں۔ جب کوئی رکاوٹ ہی نہ ہو تو خدا کا پانا کیا مشکل بات رہ جائے۔ اس دنیا پر نقش عاشق ہے۔ اسکی طرف کھینچا رہنا ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

شعر
ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

فرماتے ہیں یہ دیوانگی اور جنون ہے۔ کہ ایک دل میں دو کی محبت سما جائے۔ دنیا و آخرت دو سوکنیں ہیں۔ (دو ضدیں ہیں) ایک کو خوش کریں تو دوسری ناراض ایسا ہی حدیث شریف میں آیا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ خدا طلبی اور دنیا طلبی ایک ہی وقت میں ناممکن (محال) ہے۔ نفس کو دنیا سے باز رکھ کر خدا کی طرف لگانا یہی جہاد بالنفس ہے۔ جس کو حدیث شریف میں جہاد اکبر فرمایا گیا ہے۔ خوف خدا اور توکل علی اللہ کے ساتھ جو کچھ کہ معاملہ کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ داخل سلسلہ ہونے کا وقت آجائے۔ اور طریقت کا مکمل کورس آپ کے سامنے ہو۔ دنیاوی امور کے کورس اپنے اپنے موقعہ پر ہوتے رہیں گے۔ اور جو خدا کو منظور ہوگا۔ وہی ہوگا۔ اور جو کچھ کہ ہوگا اس میں بھلائی ہی بھلائی اور بہتری ہی بہتری ہوگی۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اَلْخَیْرُ فِیْ مَا صَنَعَ اللّٰہُ (بہتری اس میں ہوتی ہے۔ جو اللہ کرتا ہے۔) ماں کی محبت سے بھی بڑھ کر کئی گُنا اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے۔ (او کما قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) ایسے رحیم و کریم۔ خالق و مالک چاہنے والے سے سوا بھلائی اور کچھ توقع ہو ہی نہیں سکتی۔ فِعلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو عَنِ الْحِکْمَۃِ۔ حکیم مطلق کا فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ ہم جان نہیں سکتے۔ اور اپنی نادانی اور ناواقفی کے سبب خواہ مخواہ پریشان ہوتے ہیں۔ ورنہ اُدھر سے ہماری بھلائی کے لئے ہی ہر کام کیا جاتا ہے۔ مولا کریم رحیم فرمائے اور آزمائشوں سے بچائے۔ اپنی پناہ میں رکھے اور اپنا ہی بنالے آمین۔ الحمد للہ کہ آپ نے مطلب کو پا لیا۔ فقیر جس راہ پر جا رہا ہے۔ چاہتا ہے۔ کہ فقیر کے دوست و احباب بھی فقیر کے ہمراہ اسی راہ پر گامزن ہوں اس لئے بعض باتیں مناسب جان کر عرض کی جاتی ہیں۔ تاکہ محبت و رجوع الی اللہ کا شوق زیادہ سے زیادہ ہوتا جائے۔ جس سے راہ حق جلدی اور آسانی سے طے ہو سکے۔ یہ دنیا سب کچھ ہے لیکن اللہ تعالےٰ کی رضا و لقا کے سامنے کچھ بھی نہیں اس لئے اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کی طرف آنا کوئی عاقل پسند نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اعلیٰ پر ادنیٰ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو ترقی معکوس ہے۔ اور مقام غفلت و ہلاکت۔ مولا کریم ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات و حالات

(۱) آپ سرکار دو عالم علیہ السلام کی سنت و طریق
کے مطابق وضو فرمایا کرتے
(۲) رفع سبابہ نہ فرماتے (۳) نماز تراویح بیس ۲۰
رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ ۴۔ تہجد کی نماز میں اول
دو رکعت مقربات طول ادا فرماتے۔ غالباً دو تین
سپارہ قرآن شریف پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ
حالتِ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک
ہی رکعت میں گذر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح
ہوتی جاتی ہے۔ تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا
فرماکر سلام پھیرتے۔ بعد ازاں دوسری دو رکعتیں
ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے۔ بعد ازاں وتر ادا فرماتے
اور اگر وتر اول شب بھی پڑھ لئے ہوں تو تہجد بارہ
رکعت ادا فرماتے تھے۔ اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر
اکتفا فرماتے۔ بعد از نماز تہجد صبح تک مراقبہ کرتے
یا کلمہ طیبہ پڑھتے۔ یا قبل از صبح موافق سنت سنیہ
علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام سو جاتے۔ تاکہ تہجد
بین النومین واقع ہو۔

(۴) صبح کی نماز ادا فرمانے کے بعد بمقتضائے حال کبھی
قرآن شریف کی تلاوت فرماتے اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا
تکرار فرماتے۔ اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا
جدا طلب کرکے احوال پرسی فرماتے۔ اور ہر ایک کے
حال کے موافق ارشاد فرماتے۔ اور بسا اوقات ایسا
ہوتا۔ کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا حوالہ تفصیل و
شرح بیان فرماتے۔ اور مقامات و کیفیات سے
آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب
فرماکر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے۔
اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں سعی فرماتے۔ اور سعادت
بیان کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا تھا۔ کہ گویا عطا
و القا حال فرماتے ہیں۔ اور بارہا طالب کو حالتِ
معرفت سنتے ہی اسکو معرفت عطا ہو جاتی تھی۔ اور
ہر ایک کو اس کے حال و استعداد کے موافق ذکر و فکر
فرماتے۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کی نہایت ترغیب دلایا کرتے۔ اور فرمایا کرتے تمام
عالم اس کلمہ طیبہ کے مقابلہ میں مثل ایک قطرہ کے تھے
اور بمقابلہ دریا محیط کے فرماتے کہ یہ کلمہ طیبہ جامع
کمالات ولایت و نبوت تھے۔

(۵) اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر تمام جہان
کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج
دیں۔ تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔

(۶) فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو نہیں ہے۔ کہ
ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھکر اس کلمہ کی تکرار سے متلذذ
و محظوظ ہوں۔

(۷) مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے
تاکہ معلوم ہو کہ کون سا مسئلہ بہتر ہے۔ اور
کون مسنون و معمول اور کون بدعت

(۸) تمام اصحاب حضرت کی صحبت میں بالکل خاموش

ہوتے۔ اور ان پر اس قدر دہشت اور ہیبت غالب تھی۔ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔

(۹) کھانا تناول فرماتے وقت فرزندوں اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے اور جو کچھ بچتا سب میں حصہ رسدی عطا فرماتے۔ اور اگر اس وقت فرزندوں درویشوں اور خادموں میں سے کوئی موجود نہ ہوتا۔ اس کا حصہ رکھ چھوڑنے کے لئے ارشاد فرما دیتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا تھا۔

(۱۰) نقل ہے کہ جب حضرت صاحب رضی اللہ تعالےٰ لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ کا گذر سرہند ہوا حضور نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ بے شک کبھی ایسا کھانا کھانا اس کو میسر نہ ہوا ہو گا۔ کیونکہ یہاں سے سرہند شریف کے تبرکات الوارد نسبت و طہارت اس کے کھانے میں کہاں (سرہند شریف کے کھانا پاک اور طیب کہاں نصیب) ہاں سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے آستانہ عالیہ میں ایسا لذیذ اور مزیدار کھانا نصیب ہوتا ہے۔ جو تمام جہان میں نہیں ملتا۔

(شعر)

ہر چہ در ہمہ آفاق و این جا موجود:: شاہد و ساغر و ساقی و مے دیگا و سر د

دنیا بھر کی تمام اشیاء تمام انعام و کرام آستانہ عالیہ میں مل جاتی ہیں۔ کسی نعمت کسی اکرام کی کسی انعام کی وہاں کمی نہیں ہے۔ ہر مشکل کی حل ہو جاتی ہے۔ شعر:۔

زکوی مغاں سر مگرداں کہ پیرما
فروشند مفتاح مشکل کشائی

(۱۱) آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے۔ کھانا بہت قلیل کھاتے۔ فرماتے کہ سُنت کے اتباع میں کھاتا ہوں۔

(۱۲) فرماتے عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی جانب کھانے سے زیادہ نہیں کھینچتی۔ کھانا نہایت خشوع اور خضوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی تاکید فرماتے۔ (شعر حافظ)

خواب و خورت ز مرتبۂ عشق دور کرد   آنگہ رسی بدوست کہ بے خواب و خور شوی

(بقیہ صفحہ ۱ نور ایمان و اسلام کا)

(رباعی)

خون نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست
دندان بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست
در کنز و قدوری نتواں یافت خدا را
بر صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

پس جس شخص کو اصلی معنوں میں مسلمان اور حقیقی طور پر اہل ایمان بننے کی خواہش ہو۔ اُسے مشق تصور اسم اللہ ذات کے عمل سے اپنے قلب یعنی دل میں اسم اللہ ذات کا نقش مرقوم کرنا لابد اور ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ عز اسمہٗ فرماتے ہیں۔ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان۔ یعنی مومن وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کلمہ ایمان لکھ دیا ہے۔ اور انہیں اپنی رُوح سے تائید فرمائی۔ یہاں ایمان کو ایک ایسی چیز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جسے بطور کلمہ قلوب کے اندر لکھ دیا جاتا ہے۔ غرض اصلی مومن اہل ایمان الساں تب ہوتا ہے جبکہ اسم اللہ ذات کا چراغ اپنے قلب کے اندر روشن کر لے اور تمام بدن کو اُس کے نُور سے منور کر لے (از کتاب دیباچہ نور الہدیٰ مترجم)

انسان صرف مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے یا باپ دادا سے بطور ورثہ مسلمان کہلانے سے اصلی مسلمان یا حقیقی اہلِ ایمان نہیں بن سکتا۔ اور تقلید کے طور پہ اسلام کے ظاہری امور پر اندھوں کی طرح کاربند ہونے سے یا اسی کو سب کچھ سمجھنے سے یا صرف معمولی طور سے اقرار زبانی اور ورزش جسمانی اور تھوڑی سی مالی قربانی سے بہشت کا مالک اور قرب ربانی کی قیمت کافی سمجھنا نہایت بے عقلی اور کوتہ اندیشی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا سودا اتنا سستا نہیں۔

؎ ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

یاد رہے۔ کہ صرف قیل وقال اور اندھی پیروی اور ظاہری اشتغال سے نہ اللہ تعالےٰ کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی ظاہری علم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور اسکی مخصوص روحانی طاقت یا معجزات کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اسکی وحی کی حقیقت و معراج و مراتب کی کنہ معلوم ہو سکتی ہے۔ اُمت پیرو کو کہتے ہیں۔ جبتک کوئی شخص پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم بقدم چل کر اس کے اخلاق مخصوصِ نبوت سے کسیقدر اخلاق حسنہ نہ حاصل کر لیوے اور اس کی ظاہری و باطنی اوصاف اور غیر معمولی کمالات سے معروف نہ ہولے۔ ہرگز اصلی مسلمان یا صحیح معنوں میں مومن باایمان اور خالص اہل یقین اور صاحب علم عرفاں نہیں ہو سکتا۔"

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ"

جب تک کوئی شخص صاحب الہام نہ ہو جائے یا کم از کم سچے خواب نہ دیکھے خالی گفتگو سے نبی کی وحی کی حقیقت ہرگز نہیں معلوم کر سکتا۔ یا انسان خود صاحب کرامت و خوارق عادات نہ ہولے محض استدلال سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات و آیات بینات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اور جب تک کوئی باطنی طیر سیر اور روحانی پرواز کا مرتبہ حاصل نہ کرلے صرف روایات و حکایات و کہانیوں سے معراج کی حقیقت اور کیفیت معلوم نہیں کر سکتا اور نہ ہی معراج کے جسمانی یا روحانی جھگڑے اور خواب یا بیداری والے اشتغال طے کر سکتا ہے۔ "مشتے نمونۂ خروارے" ہوتا ہے۔ اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے چنانچہ اصلی اُمتی ہونا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔ خاص اُمتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہونے اور اُس کے قدم بقدم چل کر اُس کے منازل تک پہنچنے کا نام ہے۔ صرف نام کا اُمتی ہونا کچھ سود نہیں رکھتا۔ بعض جاہل و حاسد کور چشم اس مرتبے کو خود تو حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ محض انکار سے اپنے دل کو تسلی کر لیتے ہیں۔ اور اسلام کے ظاہری چھلکے پر مطمئن و مسرور اور ظاہری کسب علم کے گھمنڈ میں مغرور رہتے ہیں۔

(باقی صفحہ [illegible] پر ملاحظہ فرمائیں)

مکتوبات جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکتوب ۶۷ دفتر دویم :-

اہل سنت وجماعت کے عقائد اور اسلام کے پانچ ارکان اور اس امر پر ترغیب دینے کے بیان میں کہ کلمہ اسلام کو بادشاہ وقت کے کانوں تک پہنچا دیں۔ خان جہان کی طرف جاہ پناہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اللہ کی حمد ہے۔ اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ آپ کا صحیفہ شریفہ جو از روئے کرم التفات کے فقیر نامراد کے نام پر لکھا تھا۔ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ کہ اس شبہ و اشتباہ سے بھرے ہوئے زمانہ میں سعادت مند غنی اپنے حسن خلق کے باعث باوجود بے مناسبتی کے فقر اور راز کار کے ساتھ عجز و نیاز سے پیش آتے ہیں۔ اور اس طائفہ کے ساتھ ایمان و تصدیق رکھتے ہیں۔ یہ کس قدر اعلیٰ دولت ہے۔ کہ مختلف تعلقات اس دوست کے مانع نہ ہوں۔ اور پراگندہ توجہات ان کی محبت سے ہٹا نہ رکھیں اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجا لانا چاہتے۔ اور امیدوار رہنا چاہئیے۔ کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اس کے ساتھ ہوگا۔ جس کے ساتھ اس کی محبت ہوگی۔ حدیث نبوی ہے۔

اے سعادت ونجابت کے نشان والے۔ آدمی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت (جو سواد اعظم اور جم غفیر ہیں یعنی بڑا بھاری گروہ ہیں۔) کے عقائد کے موافق درست کرلے۔ تاکہ آخرت کی نجات اور خلاصی متصور ہو سکے۔ خبث اعتقاد یعنی بد اعتقادی جو اہل سنت وجماعت کے مخالف ہے۔ زہر قاتل ہے۔ جو دائمی موت و عذاب تک پہنچا دیتی ہے۔ عمل کی سستی اور غفلت پر مغفرت کی امید ہے۔ لیکن اعتقادی سستی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتا اور شرک کے سوا سب کچھ بخش دیتا ہے۔ جس کے لئے چاہتا ہے۔

اہل سنت وجماعت کے معتقدات مختصر طور بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کے موافق اپنا اعتقاد کو درست کرلیں۔ اور بڑی عاجزی اور زاری سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگنی چاہئیے۔ کہ اس دولت پر استقامت عطا فرمائے عقیدہ واضح ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود ہے اور تمام اشیاء اسی کی ایجاد سے موجود ہوئی ہیں۔ اور اسی کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہے۔ حق تعالیٰ قدیم [illegible]

اور تمام اشیاء حادث اور نوپیدا ہیں۔ اور جو قدیم
و ازلی ہے وہ باقی لاابدی ہے۔ اور جو حادث اور نوپید
ہے۔ وہ فانی اور نیست و نابود ہے۔ اور زائل ہونے والا
ہے۔

(عقیدہ ۲) حق تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک
نہیں۔ نہ وجوب میں نہ وجود میں اور نہ عبادت
کے استحقاق میں وجوب وجود اس کے سوا کسی اور
کے لئے مناسب نہیں۔ اور اس کے سوا عبادت
کے مستحق کوئی نہیں۔

(عقیدہ ۳) حق تعالیٰ کی صفات کاملہ ہیں۔ جن میں
سے حیات و علم قدرت و ارادت و سمع و بصر و کلام و تکوین
ہیں۔ جو قدم و ازلیت کے متصف ہیں۔ اور حق تعالیٰ
کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ حوادث کا تعلق صفات
کے قدم میں خلل نہیں ڈالتا۔ اور متعلق کا حدوث کی
ازلیت کا مانع نہیں ہوتا۔ فلاسفر اپنی بے وقوفی
کے باعث اور معتزلہ نابینائی کے سبب متعلق کی
حدوث سے متعلق کے حدوث کے قائل ہیں۔ اور
صفات کاملہ کی نفی کرتے ہیں۔ اور جزئیات کا
عالم نہیں جانتے۔ جس سے تغیر لازم آتا ہے۔ جو حدوث
کا نشان ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ صفات ازلی ہیں۔
اور صفات کے وہ تعلقات جو اپنے حادث متعلقات
کے ساتھ ہیں۔ حادث ہیں۔

(عقیدہ ۴) ناقص صفتیں حق تعالیٰ کی بارگاہ
سے مسلوب ہیں۔ حق تعالیٰ جواہر و اجسام و اعراض کی
صفات و لوازم سے منزہ و مبرا ہے۔ اس کی درگاہ
میں مکان و زمان و جہت کی گنجائش نہیں۔ یہ سب
اسی کے مخلوق ہیں۔ اور یہ بھی مناسب نہیں کہ حق تعالیٰ
کو عرش کے اوپر جانیں۔ اور فوق کی طرف اشارہ کریں۔
کیونکہ عرش اور اس کے ماسوا سب کچھ حادث اور اسی
کا پیدا کیا ہوا ہے۔ مخلوق و حادث کی کیا مجال ہے۔
کہ خالق قدیم کا مکان اور جائے قرار بن سکے۔
البتہ اس قدر ہے۔ کہ عرش اس کی تمام مخلوقات
سے اشرف ہے۔ اور تمام ممکنات سے بڑھ کر اس
میں صفا و نورانیت ہے۔ اس لئے آئینہ بننے کا حکم
رکھتا ہے۔ جس سے حق تعالیٰ کی عظمت و کبریا
کا ظہور ظاہر ہوتا ہے۔ اس ظہور کے علاقہ کے
باعث اس کو عرش اللہ کہتے ہیں۔ ورنہ عرش وغیرہ
سب اشیاء اس کی مخلوق ہونے میں برابر ہیں لیکن
عرش میں ظہور کی قابلیت ہے اور دوسروں میں
نہیں۔ آئینہ جو شخص کی صورت کو ظاہر کرتا ہے۔
نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص آئینہ میں ہے۔ بلکہ شخص کی
نسبت آئینے اور تمام اشیاء مقابلہ کے ساتھ برابر
ہے۔ تفاوت قابل کی طرف سے ہے۔ آئینہ صورت
شخص کو قبول کرتا ہے اور دوسروں میں یہ قابلیت
نہیں۔

(عقیدہ ۵) حق تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی نہ جوہر
نہ عرضی نہ محدود نہ متناہی نہ طویل نہ عریض نہ دراز نہ
کوتاہ نہ فراخ نہ تنگ ہے۔ بلکہ واسع ہے نہ اس
وسعت کے ساتھ جو ہمارے فہم میں آسکے اور محیط
ہے نہ اس احاطہ سے جو ہمارے ادراک میں آسکے اور
قریب ہے نہ اس قرب سے جو ہماری عقل میں آسکے
اور وہ ہمارے ساتھ ہے نہ اس معیت سے جو
مشہور و معروف ہے۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ حق
تعالیٰ واسع اور محیط اور قریب اور ہمارے ساتھ ہے۔

لیکن ان صفات کی کیفیت ہم نہیں جانتے کہ کیا ہے
اور جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ جانتے ہیں۔ کہ مذہب مجسمہ
میں قدم رکھتا ہے۔

(عقیدہ ۶) حق تعالےٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں
ہوتا۔ اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہوتی ہے۔ اور
نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے نہ وہ کسی شے میں
حلول کرتا ہے۔ تبعض و تجزی یعنی بعض بعض اور جز
جز ہونا اسکی بارگاہ میں محال ہے۔ اور ترکیب و تحلیل
اسکی جناب سے دور ہے۔

(عقیدہ ۷) حق تعالےٰ کا کوئی مثل اور برابر نہیں۔
نہ اسکی عورت ہے نہ کوئی بیٹا۔ حق تعالےٰ کی ذات
وصفات بیچون و بیچگون اور بے شبہ و بے مانند ہیں۔
اس قدر ہم جانتے ہیں۔ کہ حق تعالےٰ ہے اور اپنی صفات
کاملہ کے ساتھ جن سے اس نے تعریف کی ہے۔ متصف
ہے۔ لیکن جو کچھ ہمارے فہم و ادراک و عقل و تصور میں
آسکے حق تعالےٰ اس سے منزہ اور برتر ہے۔

دور بیناں بارگاہ الست ÷ جز ازیں پے نبردہ اند کہ ہست
بارگاہ الست کے دانا ÷ کچھ نہیں جانتے ہیں ہست سوا
بارگاہ الست کے محرم ÷ ہست سے آگے لیگئے نہ قدم

جاننا چاہیئے کہ حق تعالےٰ کے اسماء توقیفی ہیں۔ یعنی
صاحب شرع سے سننے پر موقوف ہیں۔ شرع
میں حق تعالےٰ کی ذات پر جس اسم کا اطلاق آیا ہے۔
اس اسم کا اطلاق کرنا جائز ہے۔ اور جس اسم کا
نہیں آیا ہے۔ اس کو اطلاق میں نہیں کرنا چاہیئے۔
اگرچہ اس اسم میں کمال کے معنی پائے جاتے ہوں۔ مثلاً
جواد کا اطلاق کرنا چاہیئے۔ کہ اس اسم کا اطلاق شرع
میں آیا ہے۔ اور سخی نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اس
اسم کا اطلاق شرع میں نہیں آیا۔

(عقیدہ ۸) قرآن۔ حق تعالےٰ کا کلام ہے جس کو
حرف اور آواز کا لباس دیکر ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر نازل فرمایا ہے۔ اور بندوں کو اس کے
ساتھ امر و نہی کا حکم کیا ہے۔ جس طرح ہم اپنے نفسی
کلام کو کام و زبان کے ذریعے حرف و آواز کے لباس
میں لاکر ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے پوشیدہ مقصد دل
اور مطلبوں کو عرصۂ ظہور میں لاتے ہیں۔ اسی طرح
حق تعالےٰ نے اپنے نفسی کلام کو کام و زبان کے وسیلہ
کے بغیر اپنی قدرت کاملہ سے حرف و آواز کا لباس
عطا فرماکر اپنے بندوں پر بھیجا ہے۔ اور اپنے پوشیدہ
امر و نہی کو حرف و آواز کے ضمن میں لاکر ظہور کے میدان
میں جلوہ گر کیا ہے۔ پس کلام کی دونوں قسمیں یعنی
نفسی اور لفظی حق تعالےٰ کی کلام ہیں۔ اور دونوں قسموں
پر احکام کا اطلاق کرنا حقیقت کے طور پر ہے۔ جس طرح
کہ ہمارے کلام کی دونوں قسمیں نفسی اور لفظی حقیقت کے
طور پر ہمارے احکام ہیں۔ نہ یہ کہ قسم اول حقیقت
اور دوسری مجاز۔ کیونکہ مجاز کی نفی جائز ہے۔ کلام لفظی
کی نفی کرنا اور اس کو کلام خدا نہ کہنا کفر ہے۔ اسی طرح
دوسری کتابیں اور صحیفے جو گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام پر نازل فرمائی ہے۔ سب حق تعالےٰ کے
کلام ہیں۔ اور جو کچھ قرآن اور ان کتابوں اور صحیفوں
میں درج ہے۔ سب حق تعالےٰ کے احکام ہیں۔ جن
کے ساتھ اپنے بندوں کو ہر وقت کے موافق تکلیف
فرمائی ہے۔

مومنوں کا حق تعالےٰ کو بہشت میں بے جہت و بے
مقابلہ و بے کیف و بے احاطہ دیکھنا حق ہے۔ اس

السورۃ فی کل رکعۃ فقال انی احبھا قال حبك ایاھا ادخلك الجنۃ ۔ کس چیز نے تجھے منع کیا کہ وہ کرے جو تیرے ساتھی تجھے کہتے ہیں اور ہر رکعت میں اس سورت کو تو نے کیوں لازم پکڑا ہے۔ اس نے جواب دیا میں اس سورت کو بہت محبت کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، اس سورت کے ساتھ تیری محبت ہے، یہ تجھے جنت میں داخل کرے گی۔ اس حدیث میں صاف تصریح ہے۔ کہ سرور عالم نے اس صحابی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ بلکہ صاف فرماتے ہیں۔ کہ تو نے اس سورت کو کیوں لازم پکڑا ہے۔ اور کیوں اپنے مقتدیوں کا کہنا نہیں مانتا۔ معلوم ہوا۔ کہ اس صحابی نے حضور کی بلا اجازت ایسا کرنا شروع کر دیا۔ تاہم حضور ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ ایسے خوش ہوئے۔ کہ اس کو وعدہ جنت فرمایا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جو شخص کوئی نیک طریقہ خدا و رسول کی محبت سے نکالے اس پر حضور علیہ السلام خوش ہیں۔ بلکہ وہ انشاء اللہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اس حدیث میں ایک اور لفظ بھی قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ صحابی نے وجہ لزوم سورۂ اخلاص اس کی محبت فرمائی۔ اور حضور علیہ السلام اس محبت کے سبب اس کو وعدہ جنت فرمایا۔

شیخ کی محبت باعث لزوم تصور شیخ ہے۔

تو اب تصور شیخ کا مسئلہ اس حدیث سے طے ہو جائیگا۔ کہ شیخ کی محبت باعث لزوم تصور شیخ ہے۔ جس طرح قل شریف کی محبت باعث لزوم قل شریف ہے۔ پس جس طرح قل شریف کی محبت سبب دخول جنت ہے۔ اسی طرح شیخ کی محبت بحکم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ سبب دخول جنت ہے۔ فافہم ؎

محبت آدمی رکھتا ہے جس سے
قیامت میں وہ ہوگا ساتھ اس کے

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی پاپوش کی آہٹ جو حضور علیہ السلام نے معراج کی رات بہشت میں سنی اور واپس آکر بلال رضہ سے دریافت فرمایا۔ تو اس نے تحیۃ الوضو کا پڑھنا عرض کیا۔ پس یہ نفل تحیۃ الوضو بھی خود حضرت بلال رضہ نے شروع کئے ہوئے تھے۔ جو حضور علیہ السلام نے جائز رکھے۔

اذان جمعہ کا موجد حضور علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان اول زائد کی۔ جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھی۔ آپ کے زمانہ میں صرف اذان جو خطبہ کے سامنے ہے وہی ہوتی تھی۔

شراب کی حد شرعی اسی طرح حضور کے زمانہ میں شراب کی حد جوتیوں سے پٹوانا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی رہی۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ چالیس کوڑے سے اسی تک زیادہ کئے۔ کیا یہ حضور علیہ السلام کے فعل پر زیادتی نہیں؟

عیدگاہ میں منبر اسی طرح عیدگاہ میں منبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بنوایا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر چڑھ کر عید کا خطبہ پڑھا۔ اگر بدعت ہوتی تو کیوں نہ گرایا جاتا؟ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا حضور علیہ السلام نے

آخرت کی رویت اور دیدار پر ہمارے ایمان ہیں۔ اور اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ کیونکہ حق تعالےٰ اُس کی رویت بیچون ہے۔ اور اس جہان میں اس کی حقیقت ارباب بیچون پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اس پر ایمان لانے کے سوا ان کے نصیب اور کچھ نہیں۔ فلاسفہ اور معتزلہ اور تمام بدعتی گروہوں پر افسوس ہے۔ جو حرمان اور کوری سے دیدار آخرت کا انکار کرتے ہیں۔ اور غائب کا قیاس حاضر پر کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لانے کی دولت سے بھی مشرف مشرف نہیں ہوتے۔

عقیدہ ۱۰۔ حق تعالےٰ جس طرح بندوں کا خالق ہے۔ اسی طرح اُن کے افعال کا بھی خالق ہے۔ وہ افعال خیر ہوں یا شر۔ سب اس کی تقدیر سے ہیں۔ لیکن خیر سے راضی ہے۔ اور شر سے راضی نہیں۔ اگرچہ دونوں اس کے ارادہ اور مشیت سے ہیں۔ لیکن جاننا چاہیئے۔ کہ حرف شر کو ادب کے باعث حق تعالےٰ کی طرف منسوب نہ کرنا چاہیئے۔ اور خالق شر نہ کہنا چاہیئے۔ بلکہ خالق خیر و شر کہنا مناسب ہے۔ اسی طرح علماء نے کہا ہے۔ کہ حق تعالےٰ کو خالق کل شیئ کہنا چاہیئے۔ خالق القاذورات والخنازیر نہ کہنا چاہیئے۔ کہ اس میں حق تعالےٰ کی پاک جناب کی بے ادبی ہے۔ معتزلہ مثنویتی یعنی دوئی اور بیگانگی کے باعث بندہ کو افعال کا خالق جانتے ہیں۔ اور فعل کے خیر و شر کو بندہ کی طرف منسوب کرتی ہیں۔ شرع و عقل ان کی تکذیب کرتی ہے۔ ہاں علماء حق نے بندہ کی قدرت کو اس کے فعل میں داخل کیا ہے۔ اور اس کا کسب بندہ میں ثابت کیا ہے۔ کیونکہ حرکت مرتعش یعنی بے اختیاری حرکت اور حرکت ممتاز میں فرق واضح ہے۔ حرکت الشعاش رفتار ہی میں دخل ہے۔ اس قدر فرق مواخذہ کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور ثواب و عقاب کو ثابت کرتا ہے۔ اکثر لوگ بندہ کی قدرت و اختیار میں تردد رکھتے ہیں۔ اور بندہ کو بیچارہ اور عاجز جانتے ہیں۔ انہوں نے علماء کی مراد کو نہیں سمجھا۔ بندہ میں قدرت و اختیار کا ثابت کرنا ان معنے کے لحاظ سے نہیں ہے۔ کہ جو بندہ جو کچھ چاہے کرے۔ اور جو نہ چاہے نہ کرے یہ بات بندگی سے دُور ہے۔ بلکہ اس معنی کے اعتبار سے ہے۔ کہ بندہ جس بات کے ساتھ مکلف ہے۔ اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ مثلاً نماز پنجوقتی ادا کر سکتا ہے۔ چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے سکتا ہے اور بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ اور اپنی عمر میں خرچ و سواری کے ہوتے ایک بار حج کر سکتا ہے۔ اس طرح باقی احکام شرعی ہیں۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے کمال مہربانی سے بندہ کی ضعف و ناطاقتی کو دیکھکر سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ اللہ تعالےٰ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تنگی نہیں چاہتا۔ اور فرمایا ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ اللہ تعالےٰ تم پر تخفیف کرنا چاہتا ہے۔ اور انسان پیدا کیا گیا ہے۔ انسان ضعیف شہوات سے صبر نہیں کرتا اور سخت تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔

(عقیدہ ۱۱) انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام حق تعالےٰ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ تاکہ خلق کو حق تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ اور گمراہی سے سیدھے راستہ کی طرف لائیں۔ جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرے۔ اس کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔ اور جو کوئی انکار کرے اس کے لئے دوزخ کے عذاب

کی وعید ہے۔ اور جو کچھ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق تعالےٰ کی طرف سے پہنچایا اور بتلایا ہے۔ سب سچ اور برحق ہے۔ اس میں کسی قسم کا خلاف نہیں ہے۔

(عقیدہ نمبر ۱۲) تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا دین گذشتہ دینوں کا ناسخ ہے۔ اور آپ کی کتاب تمام گذشتہ کتابوں سے بہتر ہے۔ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی۔ بلکہ قیامت تک باقی رہیگی۔ حضرت عیسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرماکر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے۔ اور آپ کے اُمتی ہو کر رہیں گے۔

(عقیدہ نمبر ۱۴) جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے احوال کی نسبت خبر دی ہے۔ سب حق اور سچ ہیں۔ یعنی قبر کا عذاب اسکی تنگی۔ منکر نکیر کا سوال۔ جہان کا تباہ ہونا۔ آسمانوں کا پھٹ جانا۔ ستاروں کا پراگندہ ہونا۔ زمین و پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا۔ اور مرنے کے بعد جی اُٹھنا۔ رُوح کا جسم میں واپس ڈالنا۔ قیامت کا زلزلہ اور خوف عملوں کا حساب۔ کئے ہوئے اعمال پر اعضاء کی شہادت۔ نیک اعمال نامہ کا دائیں بائیں ہاتھ میں اُڑ کر آنا۔ اور بُرے بھلے اعمال کے تولنے کے لئے میزان کا رکھنا۔ اور اس کے ذریعہ برائیوں بھلائیوں کی کمی بیشی معلوم ہوگا۔ اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا۔ تو نجات کی علامت ہے۔ اور اگر ہلکا ہوا۔ تو خسارہ کا نشان ہے۔ اس میزان کا ہلکا یا بھاری ہونا دنیا کے میزان کے ہلکا یا بھاری ہونے کے برخلاف ہے۔ وہاں جو پلہ اُوپر کو جائیگا۔ وہ بھاری ہوگا۔ اور جو نیچے ہوگا۔ خفیف اور ہلکا ہوگا۔ سب کچھ سچ اور درست ہے۔

(عقیدہ نمبر ۱۴) انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و صالحین کی شفاعت حق ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے اذن سے اوّل پیغمبر گنہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے۔ پھر صالحین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ شفاعتی لاھل الکبائر من اُمتی (میری شفاعت میری اُمت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

(عقیدہ نمبر ۱۵) پلصراط حق ہے۔ اور اسکو دوزخ کی پیٹھ پر رکھیں گے۔ مومن اس پل سے عبور کریں گے۔ بہشت میں جائیں گے۔ کافر پھسل پھسل کر دوزخ میں گریں گے۔

(عقیدہ نمبر ۱۶) بہشت کے مومنوں کے آرام کے لئے ہے۔ اور دوزخ جو کافروں کے عذاب کے لئے طیار کیا گیا ہے۔ دونو مخلوق ہیں۔ اور ہمیشہ باقی رہیں گے۔ فانی نہ ہوں گے۔ حساب وکتاب کے بعد جب مومن بہشت میں جائیں گے۔ وہاں ہمیشہ کے لئے آرام سے رہیں گے۔ اور کبھی باہر نہ نکالے جائیں گے۔ ایسے ہی جب کافر دوزخ میں جائیں گے۔ تو ہمیشہ تک عذاب میں رہیں گے۔ اور ان کے عذاب میں کبھی تخفیف نہ ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔ (ترجمہ) نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا نہ ہی ان کو مہلت ملیگی۔

(عقیدہ نمبر ۱۷) جس کے دل میں ذرہ ایمان ہوگا۔ اسکو دوزخ سے نکال لیں گے۔ یعنی گناہوں کی زیادتی کے باعث اس کو اس دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور گناہوں کے موافق عذاب دیکر دوزخ سے اسکو نکال لیں گے۔ اور اس کے ایمان کی برکت سے کفار کی طرح اس کے منہ کو سیاہ نہ کریں گے۔ اور طوق و زنجیر اسکو نہ ڈالینگے۔

(عقیدہ نمبر ۱۸) فرشتے خدائے تعالےٰ کے مکرم بندے ہیں۔ حق تعالےٰ کے امر کی نافرمانی ان کے حق میں جائز نہیں

جس چیز کا ان کو حکم ہے۔ اس کو بجا لاتے ہیں عورت مرد ہونے سے پاک ہیں۔ توالد تناسل ان کے حق میں مفقود ہے۔ یعنی اُن کو حق تعالےٰ نے رسالت کے لئے برگزیدہ کیا ہے۔ اور وحی کی تبلیغ سے مشرف فرمایا ہے۔ پیغمبروں کی کتابوں اور صحیفوں کو پہنچانے والے بھی ہیں۔ جو خطا و خلل سے محفوظ ہیں۔ اور دشمن کے مکر و فریب سے معصوم۔ جو کچھ انہوں نے حق تعالےٰ کی طرف سے پہنچایا ہے۔ سب صدق و صواب ہے۔ اس میں کسی قسم کا احتمال اور شبہ نہیں۔ یہ بزرگوار حق تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈرتے اور اس کے امر بجالانے کے سوا کچھ کام نہیں کرتے۔

(عقیدہ ۱۹) ایمان تصدیق قلبی اور اقرار زبانی ہے۔ ان احکام کے ساتھ جو دین سے تواتر اور ضرورت کے ساتھ مجمل اور مفصل طور پر ہم تک پہنچے ہیں۔ اعضاء کے اعمال اور نفس ایمان سے خارج ہیں۔ لیکن ایمان میں کمال کو بڑھاتے اور خوبی کو پیدا کرتے ہیں۔

امام اعظم کوفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا۔ کیونکہ تصدیق قلب کے یقین اور مان لینے سے مراد ہے۔ جس میں کمی و زیادتی کی گنجائش نہیں۔ جس چیز میں تفاوت پائی جائے۔ ظن و وہم میں داخل ہے۔ ایمان میں کمی بیشی باعتبار طاعت و حسنات کے ہے۔ جس قدر طاعت زیادہ ہوگی اسی قدر ایمان زیادہ کامل ہوگا۔ [illegible] عام مومنوں کا ایمان انبیاء علیہ الصلوٰۃ [illegible] کے ایمان جیسا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ایمان طاعت کے باعث کمال کے بلند درجہ تک پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں تک عام مومنوں کا ایمان نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ یہ دونو ایمان نفس ایمان میں مشترک ہیں۔ لیکن اس ایمان نے طاعت کی قوت کے باعث اور ہی حقیقت پیدا کرتی ہے۔ گویا دوسروں کا ایمان اس ایمان کا فرد نہیں۔ اور ان کے درمیان کوئی مماثلت اور مشارکت نہیں۔ عام انسان اگرچہ نفس انسانیت میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شریک ہیں۔ لیکن انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ کمالات نے ان کو درجہ بلند تک پہنچایا ہے۔ اور ایک الگ حقیقت ثابت کر لی ہے۔ گویا حقیقت مشترکہ سے عالی اور برتری ہے۔ بلکہ انسان وہی ہیں۔ اور عام لوگ یعنی بن النس کا حکم رکھتے ہیں۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اَنَا مُؤمِنٌ حقٌ۔ میں تحقیق مومن ہوں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ انا مومنٌ انشاء اللہ تعالےٰ۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ مومن ہوں۔ ہر ایک کے لئے الگ الگ وجہ ہے۔ ایمان حال کے اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ اَنَا مُؤمِنٌ حَقٌ اور باعتبار خاتمہ اور انجام۔ اَنَا مُؤمِنٌ انشاء اللہ تعالےٰ۔ لیکن بہر صورت اشتباہ سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ یعنی انا مومنٌ انشاء اللہ نہ کہنا چاہیئے۔ (باقی آئندہ)

اعلان

از صاحبزادہ حاجی پیر حیدر حسین شاہ صاحب علیپوری

حج کا زمانہ نزدیک آ رہا ہے۔ جن خوش نصیب اصحاب کو حرمین الشریفین میں حاضری کی سعادت حاصل ہو وہ جدہ میں پہنچکر سید جعفر شاہ صاحب کو اپنا معلم مقرر کریں۔ کیونکہ وہ اپنا پیر بھائی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت امیر ملت کا فرمان بھی آخری یہی ہے۔

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے سالانہ باونویں اجلاس اور اعلیٰحضرت امیر ملت سرکار علیپوری کے چہارم سالانہ عرس شریف کی

روئیداد و کیفیت

یہ نورانی دلنور بخش مقدس اور مبارک جلسہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں زیر سرپرستی عالیجناب فضیلت مآب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الاولیاء والاصفیاء استاذ العلماء والفضلا صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم بتاریخ ۱۰-۱۱ اپریل ۱۹۵۵ء بروز اتوار و پیر منعقد ہوا۔ جس میں عقیدتمندان و حلقہ بگوشان سرکار علی پوری قریب پچیس ہزار کی تعداد میں مقامات سیالکوٹ۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ ہزارہ۔ ہری پور۔ کیمبل پور۔ مردان۔ علاقہ غیر۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ سرگودہا۔ میانوالی۔ جھنگ۔ لائل پور۔ گجرات۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ منٹگمری۔ ملتان۔ بہاولپور۔ مظفر گڑھ۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ اور احمد آباد (ہندوستان) سے شامل ہوئے۔ یہ لوگ سعیدان ازلی ہیں۔ جو نور عرفان کی دولت کے حصول کے لئے محبت و عشق الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے: اگرچہ

بظاہر سرکار علی پوری وہاں تشریف فرما نہ تھے۔ مگر حضور کی نورانیت اور توجہات اور فیوضات کا ایک بے بہا سمندر تھا۔ جو اہل نظر کی آنکھوں کو پُرضیا اور دلوں کو پُرنور کر رہا تھا۔ اہل دل حضرات اور اولیائے کاملین اس مسئلہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کی زندگی اس دنیا کی زندگی سے زیادہ مدارج والی بحکم وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ہوتی ہے۔ اور بہتر اعلیٰ و افضل ہوتی ہے۔ اور اس اصول اور قانون کے مطابق اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری نور اللہ تربتہ کے انوار و برکات جلسہ میں نمایاں درویشی اور نورانی جلوہ فرما تھے۔

علمائے کرام اور دربار چورہ شریف کے سجادہ نشین عالیجناب مولانا الحاج حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب اور دیگر صاحبزادگان چورہ شریف جلسہ کو نہایت پُررونق اور پُرنور بنا دیا تھا۔ الغرض ان متوالگان عشق الٰہی سرمستان بادہ معرفت خداوندی کی محفل ایسی سادگی سے منعقد تھی۔ جس پر ہزارہا زیب و زینت نچھاور و قربان ہیں۔

امیر وفقیر۔ شاہ وگدا میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ محمود وایاز ایک صف میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب مساوات واخوت کے رنگ یعنے الٰہی رنگ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ تمام کے چہروں سے خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ اُن کی پیشانیاں پرنور اور روشن مساوات۔ مسرت اور محبت کے نمونہ تھے۔ ع

مقامِ عشق میں شاہ وگدا کا ایک رتبہ ہے

جلسہ گاہ

مسجد نور کے جانب مشرقی حویلی میں حسب دستور سابق جلسہ کا انتظام تھا۔ جو مہاجر یارانِ رہتک اور یارانِ جھنگ کی حسن سعی کا نتیجہ تھا۔ سجادہ نشینان ذی احترام اور مشائخ عظام اور علمائے کرام کی نشست کے لئے حویلی کی جنوبی دیوار کے ساتھ عین وسط میں تخت کا ایک چبوترہ تھا۔ جس پر ایک نفیس قالین کا فرش کیا گیا۔ باقی تمام صحن میں دریوں کا فرش بچھایا گیا تھا۔ اور تمام جلسہ گاہ پر شامیانے آویزاں تھے۔

رات کے اجلاس میں روشنی کے لئے گیس لیمپ لگائے گئے تھے۔ جن کی روشنی نے تمام جلسہ گاہ کو بقعۂ نور بنا دیا تھا۔ شاملین جلسہ کی تعداد قریب پچیس ۲۵ ہزار ہوگی۔ جلسہ گاہ میں جملہ شاملین خاموش اور ہمہ تن گوش واعظ اور مقرر کی آواز دل سے سنتے تھے۔ اور ہمہ تن چشم بن کر منور اور مشائخ کے نورانی چہرہ کو دیکھ دیکھ کر نور حاصل کر رہے تھے۔ سب کے سب صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور اخوت کے سلسلہ میں منسلک اور اُن میں محبت، اخوت، الفت، اتفاق واتحاد کے سوائے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ تمام کے تمام دم بخود۔ زبان پر قفل اور دل پر انوارہا رکھتے تھے۔ ہر زبان اقفالہا و دل پُر از انوارہا کا نظارہ ہر طرف عیاں تھا۔ مگر اس کو دیکھنے کے لئے چشم حق بین اور سننے کے لئے گوش حق نیوش چاہئے۔ دل دانا۔ چشم بینا۔ سبحان اللہ! مقبولانِ بارگاہ الٰہی۔ محبوبانِ قدسی صفات اولیاء کرام کی مجلس ایسی ہی ہوتی ہے۔ ایک صاحبدل نے کیا خوب فرمایا ہے۔ شعر

آسماں سجدہ کند سوئے زمینے کہ برد
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

اتفاق واتحاد اور یگانگت ایسی ہی پاک مجالس میں شریک ہونے کے نصیب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ شاملین مجالس محض اخلاص اور محبت سے آتے ہیں۔ اور ان کا مقصد صرف حصول رضائے حق تعالٰے ہے۔ اور اسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے وہ بلائے جاتے ہیں اور آتے ہیں۔

ہر کام میں انحصار کامیابی خلوص نیت پر ہوتا ہے۔ ریا۔ نمود و نمائش سے کسی کام میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ جس محبت اور الفت سے ایک غریب یار طریقت اپنے دولتمند یار طریقت کو دیکھتا ہے۔ اس سے زیادہ محبت اور مودت کی نظر سے وہ دولتمند یار اپنے غریب بھائی کی طرف دیکھتا ہے۔ مصافحہ اور معانقہ کے وقت بعض حالتو میں یاران کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ الغرض یہ مجلس اور اس کے شاملین کو دیکھنا جو مسرت اور انبساط دل میں پیدا کرتا ہے اس کا

دیکھنے سے ہی تعلق نہیں ہے۔ اس کا الفاظ میں بیان
کرنا ناممکن۔ شعر

دردِ دل تم کو سنائیں تو سنائیں کیونکر
ڈاک میں بھیجدیں آہوں کی صدائیں کیونکر

مصارف خورد و نوش

سالہائے ماسبق کی طرح خورد و نوش کے
جملہ اخراجات اور مصارف اہتمام گاہ اعلیٰ حضرت
امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے
صاحبزادگان عالی مقام نے اپنے ذمے
لے رکھے تھے۔ اور جملہ شاملین ہر دو وقت پلاؤ
گوشت سے تواضع کی جاتی رہی اور زردہ بھی دیا گیا۔
اللہ تعالےٰ صاحبزادگان عالی مقام کو تادیر زندہ
رکھکر آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔
اور اس دودمان عالی مقام کو اہل اسلام کی ہدایت
کے لئے تا قیام قیامت ایک نورانی چشمہ بنائے
رکھے۔ شاملین کو کھانا کھلانے کی خدمت یاران
جھنگ۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ لاہور اور قصور کے
سپرد تھی۔ جنہوں نے نہائیت اخلاص اور محبت سے
اس فرض کو باحسن خوبی سرانجام دیا۔

دُکانات

جلسہ گاہ کے قریباً چاروں طرف شاملین جلسہ
کی سہولت اور آرام کی خاطر مختلف شہروں سے
دکانداروں نے مٹھائی۔ پھل۔ دودھ۔ چائے۔
خورد و نوش کی دکانیں وہاں لگائی ہوئی تھیں چینی
کے برتن اور کتب کی دکانیں بھی تھیں۔ الغرض تمام
ضروریات کی اشیاء وہاں خریدنے کی موجود تھیں۔
اور خریداری ہوتی تھی۔ مگر سب سے افضل اور سب
سے بہتر متاع جو وہاں کسی صاحب نصیب کو
مل سکتی تھی۔ وُہ عشق و محبت الٰہی۔ عرفان اور نورانیت
ایمان وایقان تھی۔ شعر

ہرچہ درہمہ آفاق دریں جا موجود
شاہد و ساغر و ساقی و مے و جام و سرود

روحانی دعوت

روزِ اوّل۔ اتوار بتاریخ ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء جلسہ
زیر صدارت عالی جناب فضیلت مآب جناب مولنا
الحاج صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب سجادہ نشین دربار
چورہ شریف شروع ہوا۔ اور حافظ قاری محمد سلیمان
صاحب اول مدرس دینیات کالاباغ نے نہائیت
خوش لہجہ میں تلاوت قرآن پاک کی اور ان کے بعد
جناب غلام نقشبند صاحب متوطن کالاباغ نے
نعت شریف اور منقبت سرکار علی پوری نور اللہ
تربتہٗ اور مولنا مولوی محمد حسین صاحب قصوری رح
کی نہائیت خوش الحانی سے سنائی۔ اور شیخ افتخار احمد
قصوری نے نہائیت پُردرد اور پُرتاثیر آواز میں نعت
خوانی کی۔ ان کے بعد جناب مولنا مولوی حاجی محمد عالم
صاحب خطیب چک ۵ء نے محبت رسول علیہ
السلام پر دلکش وعظ فرمایا۔ اور غلام حسین صاحب
کوٹلہ انباکوالہ نے شیریں لہجہ میں نعت پڑھی۔ اور
زاں بعد جناب مولنا الحاج حضرت مولوی محمد خوب
صاحب احمد آبادی نے نہائیت ہی مؤثر۔ مدلل اور
دلکش وعظ ضرورت تصوف و اثبات بدعت اور

محبت رسول پر وعظ فرمایا۔ مولنا محبت وعشق پیر اور رسول علیہ السلام میں بالکل گداز شدہ ہیں۔ ان کا ہر ہر جملہ محبت اور عشق کا بیان تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی محبت معرفت اور عشق میں ان کو اور زیادہ نصیب عطا فرماوے۔ پھر عبدالرشید صاحب طالب علم نے قرآن شریف پڑھا۔ غلام محمد طالب علم نے نعت پڑھی اور محمد سرور بہاول پوری نے خوش الحانی سے نعت سنائی۔ اس کے بعد جناب مولنا مولوی محمد ضیاء اللہ صاحب [illegible] ثانی فیروز آبادی گجراتی نے معیت الصادقین پر نہایت ہی مدلل اور مؤثر۔ معقول اور منقول دلائل قرآن و حدیث سے وعظ فرمایا۔ اور سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے بعد محمد سرور صاحب، گل شیر خاں صاحب اور سید محبوب حسین علی پوری نے نعت ہا سنائیں۔ اور اس کے بعد جناب حافظ محمد ذکریا صاحب نے عباد الرحمن پر مفصل مدلل پر تاثیر وعظ فرمایا۔

اور جناب بشیر احمد صاحب ساکن دھیاڑی ملتان اور جناب محمد حسین صاحب کلارڈس وزیر آبادی نے نعت ہا سنائیں اور جلسہ برائے کھانا وہ پہر اور نماز ظہر کے بند کیا گیا۔ اجلاس دوئم بعد از نماز ظہر قرآن خوانی اور نعت خوانی سے شروع ہوا۔ اور جناب مولنا الحاج حضرت مولوی محمد شفیع صاحب ساکن بیربلیانہ نے حصول و عطا فیوض حیات اولیاء اللہ در حیات خود بعد از وصال پر نہایت عالمانہ اور دلچسپ مدلل وعظ فرمایا اور ان کے بعد جناب مولنا الحاج حضرت مولوی نور محمد صاحب [illegible] آبادی نے نہایت ہی شیریں لہجہ میں نعت شریف سنائی۔ اور نور

و معجزات سرکار دو عالم پر وعظ فرمایا۔ اور یہ اجلاس نماز عصر و مغرب کے لئے بند کیا گیا۔

بعد از نماز مغرب اجلاس سوئم قرآن خوانی و نعت خوانی شروع ہوا۔ حافظ عنایت اللہ صاحب نے قرآن خوانی کی۔ اور غلام حسین صاحب، فیض محمد صاحب، سائیں غلام محمد صاحب اور شیخ افتخار احمد صاحب نے نعت ہا پڑھیں۔ اور فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولنا الحاج حافظ مولوی محمد عبدالرشید صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ نے انوار نبوت پر عالمانہ۔ فاضلانہ معقول و منقول مدلل اور مؤثر وعظ فرمایا۔ وعظ کیا تھا۔ ایک انوار کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ جو سامعین کے دلوں کو پرنور بنا رہا تھا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ مولنا صاحب کے علم و فضل میں اور برکت فرماوے آمین! ان کے بعد صاحبزادہ صاحب محمد میاں نے نعت پڑھی اور اس کے بعد جناب مولنا الحاج حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب گجراتی نے نہایت ہی پرتاثیر دلکش اور پرنور وعظ فرمایا۔ اور ازاں بعد دعا کی گئی۔ اور روز کے اجلاس کا خاتمہ ہوا۔

روز دوئم ۱۱۔ اپریل ۱۹۵۵ء

اجلاس اول بصدارت عالی جناب اوستاد العلماء والفضلاء۔ صدر الافاضل حضرت مولنا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب محدث سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف۔

جناب حافظ محمد ذکریا صاحب نے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اور محمد اسمٰعیل صاحب اور جمال دین صاحب

نے نعت خوانی کی۔ اس کے بعد جناب حافظ محمد ذکریا صاحب نے محبت و اتباع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پُر تاثیر وعظ فرمائی۔ اور ان کے بعد عالیجناب حضرت مولانا الحاج حافظ محمد عبد الحمید صاحب خطیب جامع آر۔ پی۔ اے نے اثبات بیعت اور ضرورت بیعت پر جامع اور مؤثر وعظ فرمایا۔ محمد حسین کلفروش وزیر آبادی نے نعت پڑھی اور جناب مولانا الحاج مولوی محمد صادق صاحب خطیب جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ نے ضرورت تصوف پر نہایت دلکش پیرائیہ میں وعظ فرمایا۔ ان کے بعد جناب مولانا مولوی محمد شریف خطیب جامع وار برٹن (شیخوپورہ) نے محبت اولیاء اللہ پر مؤثر وعظ فرمایا۔ ان کے بعد عالی جناب حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید شبیر حسین صاحب علی پوری نے حاضری عرس کی سعادت پر نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی۔ حاجی عبد اللطیف صاحب نے نعت پڑھی اور جناب مولانا الحاج حضرت ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب نے تزکیہ نفس پر نہایت ہی عالمانہ معقول و منقول پر نور اور پر تاثیر وعظ فرمایا۔ اور اجلاس اول ختم ہوا۔

بعد از کھانا اور نماز ظہر کے اجلاس دوئم قرآن خوانی اور نعت خوانی سے شروع ہوا۔ منشی احمد دین صاحب نے کرامات اولیاء اور معجزات پر دلکش تقریر فرمائی۔ بابا نوردین صاحب اور محمد یعقوب صاحب نے نعت سنائیں۔ مولوی عبد العزیز صاحب سیالکوٹی نے مؤثر تقریر فرمائی۔ سائیں غلام محمد نے نعت سنائی۔ جناب حضرت حاجی منشی احمد دین صاحب گجراتی نے محبت پر پُر تاثیر تقریر فرمائی۔ یہ اجلاس ختم ہوا۔

(اجلاس سوم)

بعد از نماز مغرب قرآن خوانی و نعت خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب حافظ عبد اللطیف صاحب سیالکوٹی نے قرآن شریف و نعت سنائی۔ اور جناب خان محمد صاحب نے نعت پڑھی۔ حافظ محمد یونس صاحب نے مختصر تقریر فرمائی۔ جناب صابر صاحب قصوری نے نعت پڑھی۔ اور جناب حافظ سید صادر شاہ صاحب گجراتی نے توبہ پر مؤثر اور مدلل تقریر فرمائی۔ اُن کے بعد عالی جناب دانا شبیر احمد صاحب نے پُر جوش تقریر فرمائی۔ اور ایک ریزولیوشن حاضرین کے سامنے پیش کیا جس کی جملہ حاضرین نے پر جوش آواز میں تائید کی (جو دوسری جگہ درج ہے) جناب مولانا سید محمود شاہ صاحب نے بڑی مدلل تقریر فرمائی۔ ازاں بعد قرآن پاک ختم کئے گئے۔ جناب سجادہ نشین نے نورانی تقریر فرمائی۔ اور دعا مانگی گئی۔

ریزولیوشن

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے باونویں اجلاس میں ۱۱۔ اپریل ۱۹۵۵ء کو بعد از نماز مغرب ایک خاص اجلاس زیر صدارت عالیجناب فضیلتمآب مولانا الحاج صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار چورہ شریف منعقد ہوا جسکی حاضری کی تعداد تخمیناً پچیس ہزار ہوگی۔ اور مندرجہ ذیل

تجاویز نہایت ہی افسوس اور جوش و خروش بالاتفاق رائے منظور کی گئیں۔

ا۔ جو دو مزرع اراضی واقع اندرون اربن ایریا شہر اولپور ورثا اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت مولانا الحاج پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کو بالعوض اراضیات موازی 800 کنال متروکہ واقعہ مواضعات پھوپر سیال و بورو وال الاسان ضلع گورداسپور (ہندوستان)

حسب الحکم و فیصلہ کابینہ وزارت پنجاب اس شرط پر دی جانی منظور کی گئی۔ کہ ورثا جناب پیر صاحب نور اللہ مرقدہٗ ہر دو مزرعہ جات کی آمدنی حضرت پیر صاحب مرحوم و مغفور کی خواہش کے مطابق برائے مصارف مدرسہ نقشبندیہ۔ مسجد نور۔ روضہ و لنگر آستانہ عالیہ علی پور کے لئے وقف کر دیں۔ اور وقف نامہ داخل کرنے کی میعاد چھ ماہ مقرر فرمائی جو جون ۱۹۵۵ء میں ختم ہونیوالی ہے۔ ورثا اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت پیر صاحب مرحوم نے اس شرط کو بسر و چشم منظور کیا۔ مگر جب چند دن ہوئے ورثا اعلیٰ حضرت امیر ملّت نور اللہ تربتہٗ وقف نامہ داخل کرنے کے لئے افسران مجاز کی خدمت میں حاضر ہوئے تو افسران نے وقف نامہ لینے سے انکار کر دیا۔ اور میعاد کا ختم ہو جانا ظاہر کیا۔ جو بالکل غلط ہے۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ عزت مآب چوہدری علی اکبر خاں وزیرِ تعلیم پنجاب نے اپنے متعلقین کے مفاد کی خاطر اپنے اثر و رسوخ سے حالات اور واقعات غلط پیش کر کے عالی جناب فضیلت مآب عزت مآب وزیر اعلیٰ جناب ملک محمد فیروز خاں نون صاحب کابینہ کے حکم اور فیصلہ کے خلاف حکم جاری کرا لیا ہے۔ کہ افسران مجاز پیر صاحب مرحوم کے ورثا سے وقف نامہ نہ موصول کریں کیونکہ میعاد گذر چکی ہے۔ جو بالکل خلاف قانون اور واقعات ہے۔ اور غلط ہے۔ لہٰذا یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ اور وزیر اعلیٰ موصوف کی خدمت میں پُر زور استدعا کرتا ہے کہ حکم برخلاف ادخال وقف نامہ منسوخ فرما کر وقف نامہ منجانب ورثا امیر ملّت داخل کرانے کا حکم صادر فرما دیں۔ (۲) نقل اس کی بر ”نوبہت اخبار“ ارسال اور وزیر اعلےٰ کی خدمت میں ارسال کی جاوے۔

۷۸۶

تصوّف ..... تصوّرِ شیخ

گذشتہ سے پیوستہ

بدعت حسنہ کا ثبوت۔ اس تحقیق سے کما حقہٗ ثابت ہو گیا۔ کہ ہر ایک مومن کو حضور علیہ السّلام کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ کہ وہ نیک طریقہ نکالے۔ پھر قیامت تک جو کوئی اس پر عمل کرے گا۔ اس سے پہلے موجد کو ہر ایک کے موافق ثواب ملتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضور علیہ السّلام کے وصال

مبارک کے بعد صحابہ کرام نے کئی ایک طریقے نکالے
اور ثواب حاصل کئے۔ اور بعض صحابہ نے خود حضور علیہ
السلام کے سامنے اپنی طرف سے نیک امور ایجاد
کئے تو حضور علیہ السلام نے دیکھکر پسند فرمائے۔

نماز جمعہ کا موجد (آذان جمعہ) نماز جمعہ ہے کہ صحابہ
کرام نے مدینہ شریف میں آپ ایجاد کی۔ اور سعد
بن زرارہ رضؓ نے پڑھائی۔ پھر جمعہ کی فرضیت نازل
ہوئی۔ (نقلہ ابن حجر فی الفتح والنیل) اسی طرح صحیح حدیث
میں ہے۔ کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک دن سورۂ
بقر نماز عشاء میں پڑھی۔ ایک صحابی نے جماعت چھوڑ
کر علیحدہ پڑھلی۔ جب یہ واقعہ حضور علیہ السلام کے
سامنے پیش ہوا۔ تو حضور نے معاذ رضؓ کو فرمایا۔ یا معاذ
افتان انت؟ اب دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ
جس صحابی نے نماز جماعت چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھی کیا
اس کو حضور علیہ السلام سے ایسا کرنے کی اجازت
تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس حدیث سے اجازت ہوئی۔ کیا
اس صحابی کو ایک امر خود بخود کر لینے سے حدیث مَنْ
اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا کا خیال نہ آیا۔

اسی طرح ابو داؤد میں ایک حدیث ہے۔ کہ حضور
علیہ السلام نے ایک صحابی کو فرمایا۔ کہ تو تشہد میں کیا
پڑھتا ہے؟ اس نے عرض کی شہادت کہتا ہوں اور
جنت مانگتا ہوں۔ دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔ حضور
نے فرمایا حولھما ندندن یعنی ہم بھی اسی کے گرد
پڑتے ہیں۔ یعنی اسی طرح کہتے ہیں۔ اس حدیث سے
معلوم ہوا۔ کہ حضور جو دعا پڑھتے تھے وہ اور تھی۔ اور جو
اس صحابی نے پڑھی وہ اسکی اپنی ایجاد کردہ تھی۔ مگر حضور
نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تو نے اپنی دعا کیوں ایجاد کی۔ اور
میری کیوں نہیں پڑھی۔ اسی طرح بخاری نے حضرت
رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہا اس نے
کہ ایک دن ہم حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ
رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا
اور سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا۔ ایک مقتدی نے کہا
ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔ جب آپ
فارغ ہوئے تو پوچھا من المتکلم۔ اس نے کہا
انا۔ فرمایا رأیت بضعۃ وثلثین ملکا یبتدرونھا
ایھم یکتبھا اول۔ اس حدیث کے تحت میں حافظ
ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ استدل بہ علی
جواز احداث ذکر فی صلوٰۃ غیر ماثور اذا
کان غیر مخالف للماثور۔ دیکھو اس صحابی نے حمداً
کثیراً اپنی طرف سے پڑھا۔ ابھی آپ نے جواز کا
حکم نہیں فرمایا تھا۔ کہ اس کلمہ کو ملائکہ لینے کو آ
گئے۔ پس اگر مطلقاً احداث منع ہوتا تو حضور اس
صحابی کو بجائے پسند فرمانے کے منع فرماتے۔
پس جب نماز میں احداث ذکر جائز ہے۔ تو غیر نماز
میں بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

اسی طرح بخاری شریف میں آیا ہے ایک
صحابی جب نماز پڑھاتا تو قل شریف سے شروع
کرتا۔ پھر اور سورت ملاتا۔ اس کے مقتدیوں نے کہا
کیا تجھے یہ سورت کافی نہیں یا تو صرف اسی کو پڑھا
کرو۔ یا دوسری سورت پڑھا کرو۔ اس نے کہا۔ میں
ایسا ہی کرونگا۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو جماعت کراؤنگا۔
ورنہ نہیں۔ پھر یہ واقعہ حضور علیہ السلام کے سامنے
پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ما یمنعک ان تفعل
ما یامرک بہ اصحابک وما یحملک علی لزوم ھذہ ا

کوئی کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی۔ بعد میں یہ رواج
ہوا۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ تصنیف و تالیف بدعت
سیّئہ ہے؟

اسی طرح محدثین کے قواعد و اصول و اقسام
حدیث صحیح۔ حسن۔ شاذ۔ منکر۔ مدلس وغیرہ سب بعد
میں ایجاد ہوئے۔

بہرحال یہ ماننا پڑیگا۔ کہ جو بات نصِ قرآن و
حدیث کے برخلاف ہوگی وہی گمراہی و ضلالت ہوگی
اور جس کام کا قرآن کریم میں اور حدیث شریف میں
نہ امر ہو نہ ممانعت۔ اس کا ایجاد کرنا۔ اس پر علیٰ سبیل
الدوام عمل کرنا موجب ازدیاد حسنات ہے۔ سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم جس عمل کو شروع فرماتے اس
پر دوام رکھتے۔ اور یہی ارشاد فرماتے عمل گرچہ
تھوڑا ہو اس کا دوام رکھنا چاہئے۔

پس تصوّرِ شیخ اگر اکابرین کا خود ایجاد کردہ عمل
ہے۔ تو بھی حسب تحقیق بالا چونکہ اسکی ممانعت قرآن
و حدیث میں نہیں ہے اس لئے اس پر لازمی طور
پر عمل کرنا موجب سعادت اور اس کا ترک کرنا بحکم
ما رعوھا حق رعایتھا موجبِ شقاوت ہے۔ یہاں
تک علیٰ سبیل التنزل بیان کیا گیا ہے۔ یعنی بالفرض ہم
مانتے ہیں کہ اس کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔
لیکن اسکی ممانعت بھی نہیں اور جس چیز کی ممانعت یا
امر قرآن و حدیث میں نہ ہو۔ وہ اپنے اصل جواز پر رہیگی
کما بیناہ۔ اور ہم نے یہ بھی مانا۔ کہ متاخرین نے تصور
شیخ کو ایجاد فرمایا ہے۔ تو بھی ہم اسکو شرعی بدعت
ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ بدعت میں مخالفت
قرآن و حدیث ضروری ہے۔ اور یہ ایسا نہیں۔

نہ کسی آیت کے خلاف ہے۔ نہ کسی حدیث کے
اجماع کے۔ پس بدعت بھی نہ ہوا۔ للہ الحمد! لیکن
کہتا ہوں۔ کہ ہمارے پاس اس کے جواز کے ثبوت میں
قرآن شریف اور احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں۔ اگر
منکر بنظر انصاف دیکھے تو انشاء اللہ بجز تسلیم کو
چارہ نہ پائے۔

دلائل منقولی تصوّر شیخ کے اثبات میں

اگرچہ حضرات صوفیہ صافیہ کثرہم اللہ نے اپنی
تالیفات میں تصور شیخ کو بڑا ضروری اور موصل الی
المطلوب لکھا ہے۔ مگر ان کے ارشادات سے وہی
شخص فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ جو خود اس فرقہ عالیہ
سے تعلق رکھتا ہو۔ اور اس گروہ کا صدق دل سے
معتقد ہو۔ لیکن جو لوگ اس گروہ سے ارادت نہیں رکھتے
ان کے واسطے حضرات مشائخ علیہم الرحمۃ و اکابر ملت
کا فرمان کچھ وقوت نہیں رکھتا ہے

چو دل بمہر نگارے نہ بستہ اے ماہ
ترا ز حالتِ عشاقِ بے نوا چہ خبر؟

اس لئے اس مضمون میں خاکسار نے مشائخ طریقت
کے ارشادات اور ان کے الفاظ طیبہ جو انہوں نے تصور
کے جواز میں بلکہ ضروری ہونے میں ارشاد فرمائے ہیں
یک لخت ترک کرکے صرف قرآن و حدیث سے اس
کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ تاکہ مخالف کو انکار کی گنجائش
باقی نہ رہے ے

ہر کہ ز دل دامنِ پیراں گرفت
گنج بغازیں دہِ ویراں گرفت

تصوّرِ شیخ رابطہ شیخ ہے۔ اوپر ذکر ہو چکا

کہ شیخ کے ساتھ مرید کی کامل محبت ہو جانے کا نام رابطہ یا تصور ہے۔ کامل محبت کے ساتھ لازم ہے۔ کہ محبوب کا خیال لازم حال رہے۔ اس محبت کے سبب شیخ کے کمالات مرید کے دل میں منجذب ہوتے ہیں۔ پس یہی رابطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھا۔ ان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی یہاں تک محبت غالب تھی کہ جان و مال حضور پر ہر وقت قربان کر دینے کو تیار رہتے تھے۔ منافقین باوجودیکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں بھی رہتے تھے۔ مگر اسی واسطے حضور کے فیض سے محروم تھے۔ کہ ان میں یہ رابطہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پ۴ ع۱۱۔

اس آیت شریفہ میں جو رابطوا ہے۔ اس سے مراد یہ رابطہ بھی ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے انتظار الصلوٰۃ وغیرہ اعمالِ صالحہ کو رباط فرمایا ہے۔ چونکہ یہ بھی عمل صالح ہے۔ اس لئے اس میں دخل ہے۔ علاوہ اس کے اس شغل میں بھی انتظارِ فیضان ہوتا ہے۔ پس عبادتِ الٰہی میں دل کو یک سو کرنا بھی رباط ہے۔ اور یہ تصوّر میں حاصل ہوتا ہے۔ اگر سرحد کفار پر سامانِ حرب درست رکھنے کو رباط کہتے ہیں۔ تو بھی تصوّر اس حکم میں داخل ہے۔ کیونکہ نفس و شیطان کے محاربہ کے لئے تصوّر ایک ایسا حربہ ہے کہ ان کا داؤ پیچ چل نہیں سکتا کیا اچھا کہا ہے۔ مولانا عبد الصمد نے اپنی مثنوی میں ؎

مانع وسواس ہے یہ رابطہ ٭ ماسوا حق کے نہ دے یہ واسطہ
ہے غذائے باطنی کا یہ امام ٭ نفسِ امارہ کو کرے سیہ تمام
ہے غذا یہ جان و دل کے اے پسر ٭ وہ غذا ہے مال و تن سے سربسر
یہ غذا فی الوحدت ہے اے مرد دیں ٭ وہ غذا ہے اجتماع مومنین
وہ غذا ہے خنجر و تلوار سے ٭ یہ غذا ہے دشمن بے تھیار سے
ظاہری سامان ظاہر معین ٭ باطنی کا باطنی اے مرد دین

اتباعِ نبوی رابطہ شیخ ہے :۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللہُ پ۳ ع"۔

اس آیت شریفہ میں حق تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور اتباع بجز محبت کامِلہ نہیں ہو سکتی۔ اور رابطہ وہی محبت شیخ ہے۔ نیز اتباع متبوع کی رویت کو مقتضی ہے وہ رویت حسّی ہو یا تخیلی اور اسی رویت تخیلی کا نام رابطہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع مشہور ہے۔ کہ حضور علیہ السلام اگر کسی درخت کے نیچے سایہ کے لئے آرام فرماتے تو عبد اللہ بن عمر اس رستہ گذرتے ہوئے وہاں ضرور ٹھہرتے۔ گو وہاں سے وہ درخت بھی کاٹا گیا ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کو کسی نے ایک میدان میں اونٹنی پھراتے دیکھا تو سبب پوچھا۔ تو فرمایا میں نہیں جانتا اِلَّا اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّے اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَہٗ فَفَعَلْتُ (شفا) مگر یہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے میں نے بھی ایسا کیا (شفا)۔ پس اگر حضور علیہ السلام کا تخیّل ان کے سامنے نہ ہوتا تو اتباع کیسے ہو سکتا تھا۔ میرے دوستو تصوّر شیخ کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ شیخ سے یہاں تک محبت پیدا کرو۔ کہ اُس کا چال چلن۔ ذکر فکر عبادت سب کچھ تمہاری نظر کے سامنے رہے۔ جب روٹی کھانے لگو۔ تو شیخ کا تصوّر تمہارے سامنے رہے کہ کس طرح شیخ تناول فرماتے ہیں۔ اسی طرح کھائے۔ کیا آپ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو آپ نے کدّو کابی

میں تلاش کرکے کھایا۔ تو میں اُسی روز سے کدو کو دوست رکھتا ہوں۔ پس اسی طرح جب چلے تو شیخ کا تصور سامنے رہے۔ نماز پڑھے تو شیخ کی نماز کا تصوّر سامنے رہے۔ وضو کرے تو شیخ کے وضو کا تصور سامنے رہے۔ جب مراقبہ ذکر میں بیٹھے تو شیخ کے مراقبات و ذکر کا تصوّر رکھے۔ غرض ہر حالت میں اپنے شیخ کو پیش نظر رکھے۔ تب اسکو اتباع کامل نصیب ہوگا۔ اور یہ بجز محبت متصوّر نہیں۔ لہٰذا ہمارے اس طریقہ کا تمام دار و مدار محبت پر ہے۔ اور کون بے وقوف ہے جو محبت سے منع کریگا۔

معیّت صادقین رابطہ شیخ ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتے ہیں۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ پ۱۱ ع ۴۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے صادقین کی معیّت کا ارشاد فرمایا ہے اور معیّت ظاہری باطنی دونوں کو شامل کیا ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح نے اس آیت سے تصوّر شیخ کا استنباط کرتے ہوئے فرمایا ہے الکینونۃ مع الصادقین المامور بھا فی کلام رب العلمین الکون معھم صورۃ (یعنی حضرت مولانا جامی رح رشحات میں خواجہ احرار رح سے نقل فرماتے ہیں کینونہ بحسب معنے آں است کہ از رہگذر باطن طریقہ رابطہ ورزد۔ التحفۃ العارفین)

بہرحال اگر معیّت سے صرف معیّت جسمانی مراد ہو۔ تو وہ دائمی نہیں ہوسکتی۔ اور یہاں دوام مراد ہے چنانچہ بعض تفاسیر میں اس آیت کی تفسیر میں ولا تفارقوھم بھی آیا ہے۔ یعنی ان سے جدا نہ ہو۔ تو لامحالہ معیّت سے مراد معیّت باطنی ہے۔ اور ہماری مراد رابطہ سے بھی یہی معیّت باطنی ہے۔ فافهم ولنعم ما قیل۔

لفظ کونوا دیکھ لے قرآن میں ÷ حق نے فرمایا ہے انکی شان میں
رابطہ کیا ہے یہ عینک اکسیر ÷ نور وحدت صاف آتا ہے نظر

ہے۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ پ۴ ع ۱۱ (بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں (صانع قدیم علیم حکیم قادر کے وجود پر دلالت کرنے والی) عقلمندوں کے لئے (جن کی عقل کدورت سے پاک ہو اور مخلوقات کے عجائب و غرائب کو اعتبار و استدلال کی نظر سے دیکھتے ہوں) جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے (یعنی تمام احوال میں مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اعیان میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یاد الٰہی سے خالی نہ رہنا چاہئے) اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے) اس آیت میں حق سبحانہٗ نے ذاکرین کے اوصاف بیان فرمائے ہیں جو زمین آسمان کی پیدائش میں دھیان کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کاملہ کی ظاہر نشانیں دیکھتے ہیں۔ پس جاننا چاہئے۔ کہ تفکر عبادت قلبی ہے۔ اور کسی شے کا تفکر حاصل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا تصوّر نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے بلکہ بعض نے اس کو عالم کبیر لکھا ہے۔ زمین و آسمان و مافیہا سب کچھ اس کے اندر موجود ہے۔ پس انسان کامل کا تصوّر اور تفکر یہی رابطہ ہے جو اس

یت شریفہ سے مستنبط ہوسکتا ہے۔ ۵
نظ فی خلق السّماء کہتا ہے حق ÷ عالم راسخ سے پڑھ اسکا سبق
بطہ کیا ہے دوا ہے اے پسر ÷ دے شفا دل کے مرض کو یہ مگر
ایک حدیث میں آیا ہے فکرۃ ساعۃ خیر من

عبادۃ ستین سنۃ (جامع صغیر سیوطی) (ایک گھڑی کا تفکر (مراقبہ) ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (اس حدیث سے تفکر کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (باقی پھر)
(راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ از کنجاہ)

زرّیں ارشاداتِ بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

امام الائمہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
۔ فرمایا۔ دروغ گو کو مروّت نہیں ہوتی۔ اور حاسد
راحت نہیں ہوتی۔ بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی۔
بد ملوک کو اخوت نہیں ہوتی۔ ۲۔ فرمایا عادم سے اپنے
پ کو بچاؤ تاکہ عابد بن سکو۔
۔ اپنی تقدیر اور قسمت پر راضی ہو۔
۔ فاجر فاسق سے صحبت مت رکھو۔ کہ تم پر فجور اور فسق
الب ہوجائیگا۔
۔ اُن بزرگان سے مشورہ کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کے
عت گذار اور مطیع و فرمانبردار ہوں۔
۔ فرمایا۔ گناہ کرنا چھوڑ دو۔ تاکہ عزت اور ہیبت تم
حاصل ہوجائے۔
۔ فرمایا۔ ہر آدمی سے محبت رکھنا ترک کردو۔ کیونکہ
آدمی سے صحبت رکھنے سے سلامتی حاصل نہیں
تی۔
۔ اللہ تعالےٰ سے اُنس و محبت رکھو اور مخلوق سے
ائی اختیار کرو۔
حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
ایک مرتبہ جناب نے کسی امام کے اقتدا میں نماز

ادا کی۔ بعد نماز کے امام نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کے کھانے پینے کا کیا انتظام اور کہاں سے چلتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ ذرا صبر کرو۔ پہلے میں اپنی نماز کا اعادہ کرلوں پھر جواب دونگا۔ کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے اس کے پیچھے نماز روا نہیں ہے (توکل اور اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر پورا الیقین تھا۔ اور قرآن پاک کا ارشاد کہ اللہ تعالےٰ سب مخلوق کا روزی رساں ہے پر حق الیقین تھا)
۲۔ ادب کعبہ شریف۔ ایک دن آپ ایک درویش کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ جب اس کے نزدیک پہنچے۔ تو اس درویش نے بیت اللہ شریف کی طرف منہ سے تھوک پھینکا۔ حضور سلطان العارفین یہ دیکھکر فوراً واپس تشریف لے گئے۔ کہ جس کے دل میں بیت اللہ شریف (جسکی طواف شب و روز ملائکہ اور جن وانس کرتے ہیں جس کے اوپر آسمان پر ایسا ہی کعبہ فرشتگان حضرت آدم علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی قبولیت محنت اخلاص اور محبت کے قبولیت کے ظہور میں اللہ تعالےٰ نے بیت المعمور بنایا ہوا ہے۔ جس کا طواف شب و روز

فرشتے کرتے اور تسبیح کرتے ہیں کی عزت واحترام۔
تعظیم وتکریم نہیں ہے اس سے ملاقات کا کیا فائدہ۔
یہ تھا ادب واحترام کعبہ شریف کا۔

٣۔ ارشاد فرمایا۔ نجات کے لئے دو باتیں یاد کر لو کافی ہیں اول یہ کہ اللہ تعالےٰ تیرے حال سے آگاہ ہے۔ اور جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔

٤۔ فرمایا۔ سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے۔ کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ لے۔ اور اسکی تمام شہوات اور تمنا کسمیت حق میں فنا ہو جائیں۔ اور جو اللہ کا دوست ہو وہی اس کا دوست ہو۔

٥۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالےٰ کی آرزو ہو۔ وہی اسکی آرزو ہو۔

٦۔ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی شناخت کی نشانی ہے خلق سے بھاگے اور ملک ومال سے پرہیز کرے۔

٧۔ فرمایا۔ نیکوں کی صحبت کارِ نیک سے بہتر ہے۔ بدوں کی صحبت کارِ بد سے بدتر ہے۔

٨۔ فرمایا۔ ترک خواہشات سے حق تعالیٰ کا عرفان اور رسائی حاصل ہوتی ہے۔

از خواجۂ خواجگان خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

١۔ ایک شخص نے حضور سے خرقہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا۔ عورت مرد کا لباس زیب تن کرنے سے مرد نہیں بن سکتی۔ اس مرد نے کہا۔ کہ کبھی عورت بھی مرد بن سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مرد نہیں ہے تو پھر خرقہ پہننے سے کیا فائدہ۔

٢۔ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں خلق کو اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے سرکار سے اجازت طلب کی۔ حضور نے فرمایا۔ خبردار اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اپنی طرف دعوت نہ کرنا۔ فرمایا اپنی طرف دعوت کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اگر کوئی اور شخص اللہ تعالےٰ کی طرف کرے۔ اور مجھ کو ناخوشی آئے تو یہ علامت اسکی ہے کہ اپنی طرف دعوت کرتا ہے۔

٣۔ فرمایا درویش وہ ہے جو دنیا اور عاقبت کی رغبت نہ کرے۔

٤۔ فرمایا۔ اگر تو طالب دنیا ہوگا۔ دنیا تجھ پر غالب ہوگی اور اگر اس سے منہ پھیرے گا تو اس پر غالب ہوگا۔

٥۔ فرمایا۔ مردانِ خدا کو شادی غم نہیں ہوتا۔ اگر اندوہ غم ہوتا ہے۔ تو اسی سے ہوتا ہے۔

٦۔ فرمایا صوفی وہ ہے جو نہ ہو۔ اور جس کو دن میں آفتاب کی اور رات کو چاند ستاروں کی ضرورت نہ ہو۔ فرمایا۔ صدق وہ ہے کہ دل باتیں کرے یعنے وہ بات کہے جو دل میں ہو۔

٧۔ فرمایا۔ اخلاص وہ ہے۔ کہ جو فعل تو کرے اللہ تعالیٰ کے واسطے کرے اور خلق کے واسطے وہ ریا ہے۔

٨۔ فرمایا۔ اندوہ پیدا کر کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے۔ اللہ تعالےٰ بندہ گریاں وبریاں کو دوست رکھتا ہے۔

٩۔ فرمایا جو شخص سرود بجائے اور خدا کو چاہے۔ اس کے ذریعہ خدا کو چاہے ماسے بہتر ہے۔ کہ قرآن پڑھے اور خدا کو نہ چاہے۔

١٠۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اقتدا کرے نہ کہ وہ کاغذ سیاہ کرے۔

١١۔ شبلی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ

نہ چاہوں۔ فرمایا یہ بھی ایک خواہش ہے۔ فرمایا چالیس
سال گذرے ہیں کہ میرا نفس ترش چھاچھ اور ٹھنڈا
پانی چاہتا ہے ابھی تک نہیں دیا۔

از خواجہ خواجگان جناب خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ فرمایا تسلیم وہ ہے۔ کہ روز الست سے جو نفس و مال
فروخت کر کے بہشت خریدا ہے۔ آج بھی تسلیم کرے کیونکہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔
تسلیم نفس و مال اسی طرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو
مملوک الحق تعالیٰ سبحانہٗ سمجھے اور اپنے تئیں وکیل خرچ
حق جل و علیٰ شانہٗ جانے۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنے
نفس اور مال سے بندگانِ خدا تعالیٰ کے ساتھ بے
منت نیکی کرے۔ اور مال دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے۔
اور اپنے تئیں حکم و رضا حق تعالےٰ کے تسلیم کرے۔

۲۔ فرمایا فراغت دل یہ ہے۔ کہ محبتِ دنیا دل میں راہ
نہ پائے۔ یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو حق
تعالےٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ یعنی جس وقت تمام موجودات
سے دل فارغ ہو جائے۔ اس وقت میری یاد میں
مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں اور خلق
سے ذمہ داری میں میری یاد سے غافل نہیں ہوتے
ان کی تعریف میں اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا
ہے " رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ
ذِکْرِ اللہِ۔ اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ ورنہ
ان لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں تقصیر
نہ کرنا۔ اور اُن کے واسطے سامان جمعیت و فراغت مہیا
رکھو۔ تاکہ ان کی دولت میں تمہارا تعلق رہے۔ اور جو طاعت
و عبادت اس لقمہ کی قوت سے ان لوگوں سے ہو۔
اس کا ثواب اس شخص کو بھی ملے۔ اور ان کے درجات
و مقامات اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں۔ اور رفاقت
کے روز ان کی خدمت اور محبت میں محشور ہوں۔ بحکم
اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ اور یہ حضرات خاصیت لِیْ
مَعَ اللہِ وَقْتٌ رکھتے ہیں جس وقت قابل تصرف
جذبات الوہیت ہوتے ہیں۔ اہل زمین و آسمان کے
عقدے کھل جاتے ہیں۔ کہ جذبۃٌ مِنْ جذبات
اللہ توازی عمل الثقلین۔ اور اس وقت اس جانی اور
مالی خدمت کرنے والے کا جو کچھ نصیب ہوتا ہے۔ کہ
اہل مشرق و مغرب اس کا حساب نہیں کر سکتے پہنچ جاتا
ہے۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ " وابتغ
فیما اتٰک اللہ الدار الآخرۃ و لا تنس نصیبک
فی الدنیا۔ جو کچھ دنیا میں تیرا حصہ ہے اس کو اللہ
تعالےٰ رضا میں خرچ کرے۔

رمضان شریف کے روزے

---

۱ اسلام کے پانچ بنا ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ نماز۔
روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ ان پر ایمان لانا اور بموجب
ارشادات باری تعالیٰ اور بموجب سنت سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعمیل کرنا ہر مسلمان کے لئے
ضروری ہے۔ یہ فرائض ہیں۔ اور ان میں سے کسی
سے انکار یا کسی ایک کی تضحیک یا استہزا سے ایمان
ضائع ہو جاتا ہے۔ رمضان شریف کے مہینہ مبارک

میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اور اس ماہ کی برکات اور رحمتیں بے شمار ہیں۔ برکت۔ رحمت۔ مغفرت اس ماہ میں نازل ہوتی ہیں۔ نیک بخت نیک نصیب سعیدانِ ازلی ان سے تمتع ہوتے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قرآنِ پاک کے سیپارہ دوئم میں روزوں کے حسب ذیل احکام ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ تم پر روزے ایسے لکھے گئے ہیں یعنی فرض کئے گئے ہیں جیسے ان لوگوں پر فرض تھے جو تم سے پہلے تھے۔ تو کہ تم پرہیزگاری کرو۔ روزے دن گنتی کے پس جو تم میں سے بیمار ہوں یا سفر پر ہوں (وہ ان ایام میں روزے نہ رکھیں) اور ایام کی بجائے بعد میں روزے اتنے ہی رکھیں۔ اور وہ لوگ جو روزے نہیں رکھ سکتے اور صاحبِ طاقت (استطاعت) ہوں ایک مسکین کو کھانا دیویں۔ اور پس اس سے بھی جو کوئی زیادہ نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر روزہ رکھو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ رمضان کا مہینہ اس میں قرآن مجید اتارا گیا جس میں لوگوں کیلئے ہدایت اور روشن دلائل ہیں اور معجزے۔ پس جو کوئی اس مہینہ میں تم میں سے حاضر ہو پس چاہیئے وہ روزہ رکھے۔ اور جو کوئی بیمار ہو اور سفر میں ہو وہ گنتی کے قضا کرے۔ اور بعد میں روزے پورے کرے۔ اللہ تعالیٰ کو تم سے آسانی کا ارادہ ہے اور نہ دشواری کا تو کہ تم پورا کرو گنتی کو اور بڑائی کرو اللہ کی کہ اس نے تم کو ہدایت کی تاکہ تم شکر کرو۔

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ روزہ دار کو اتقا نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ دار نہ صرف کھانے پینے کا روزہ رکھتا ہے بلکہ اسکو حکم ہے کہ وہ زبان سے کسی کو گالی نہ دے۔ کوئی برا لفظ نہ نکالے۔ ذکرِ خدا میں مشغول رہے۔ اور آنکھ کا روزہ کسی بدفعل کیطرف نہ دیکھے۔ آنکھ نیچی رکھے۔ کوئی بری بات کسی کی چغلی غیبت نہ کرے نہ سنے۔ ہاتھ سے یا زبان سے کسی کو کوئی ایذا نہ پہنچائے۔ اس طرح اتقا نصیب ہو گیا۔ ماہِ رمضان برکت والا مہینہ ہے۔ اس میں برکتیں۔ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا شکر اس ماہ میں زیادہ کرو۔

ضروری اعلان:- جماعت منزل مدینہ منورہ کی تعمیر کیواسطے جن یارانِ طریقت نے جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کے موقعہ پر وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں پہونچکر رقم علی پور سیداں روانہ کرینگے۔ ابتک کسی صاحب نے رقم روانہ نہیں کی۔ حالانکہ عید الفطر کے بعد جہاز حاجیوں کے جدہ روانہ ہو جاوینگے۔ اس لئے سب سے اولین فرصت میں اپنی طاقت و ہمت سے بڑھکر مبلغات بنام حضرت سجادہ نشین صاحب علی پور سیداں روانہ کریں۔ تاکہ حاجی صاحبان کے ہاتھ آپکی رقم نجشی مصطفیٰ علی خانصاحب مہاجر مدینہ منورہ مہتمم تعمیر جماعت منزل کیخدمت میں پہنچا دیجاوے۔

۴۴ اور آپ کا نام قیامت تک روشن رہے۔ اور حضرت قبلہ امیر ملت مرحوم کی روح مبارک خوش ہو۔

(محمد کرم الٰہی)

اخبار

۱۔ آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ جملہ صاحبزادگان عالی مقام اور اعلیٰ حضرت صدر الافاضل امام اولیاء والاصفیا سلطان الاتقیاء والذکیا عالیجناب پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار علی پور شریف کبھی علی پور شریف تشریف فرما ہیں۔ غلامان و وابستگان دربار علی پور شریف سجادہ نشین صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپکی توجہ روحانی اور دعا سے متمتع ہو کر فائز المرام واپس جاتے۔

۲۔ عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب اور عالیجناب صاحبزادہ حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین صاحب اور جناب مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین صاحب اور مولانا الحاج پیر سید الطاف حسین شاہ صاحب اور مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ اور جناب مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور صاحبزادہ صاحبان حاجی پیر اولاد حسین شاہ اور حاجی پیر سید احمد حسین شاہ صاحب بھی علی پور شریف میں رونق افروز ہیں۔

۳۔ مسجد نور میں امسال جناب مولانا الحاج حافظ حاجی مولوی محمد عبد الرشید صدر مدرس بیت العلوم نقشبندیہ علی پور شریف نماز تراویح میں قرآن کریم سنا رہے ہیں۔

۴۔ چونکہ ابھی چند خود غرض صاحبان اقتدار کی زبردستی اور خلاف قانون کارروائی سے تاحال لائل پور کی اراضی کا فیصلہ نہیں ہوا۔ عقیدتمندان و غلامان کو اطلاع دیجاتی ہے اس معاملہ میں سعی کرنا دعا کرنا ان کا اولین فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ ایسے افسران سے پاکستان کو محفوظ رکھے۔ آمین!

ناظرین رسالہ کی خدمت میں ادارہ کی طرف سے عید الفطر مبارک کی مبارک پیش کی جاتی ہے اور یاران طریقت اور ناظرین رسالہ سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ رسالہ کا بقایا چندہ جو اُن کی طرف ہے براہ کرم مینجر رسالہ کے نام ارسال فرما کر رسالہ کی امداد فرماویں۔ اور توسیع رسالہ میں سعی فرماویں۔

(مینجر مہر عبد الحق دفتر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ)

رپورٹ ہائے حلقہ کوہاٹ۔ پشاور۔ کیملپور۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ کوہاٹ میں ہفتہ میں دو بار پشاور میں ایک بار۔ اور کیمبل پور میں ایک بار حلقہ ذکر کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ قرآن خوانی۔ نعت خوانی اور ختم خواجگان و ذکر کی محفل گرم ہوتی ہے۔

ارتحال

نہایت ہی قلق سے یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ سرکار علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے ایک نہایت ہی دیرینہ اور مخلص غلام چوہدری نبی بخش آڑھتی منڈی نارووال چند دن بیمار رہ کر شروع ماہ اپریل میں بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔